بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہ بِبَدْرٍ وَّ اَنتُم اذِلَّۃ

جلد 47

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 12

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

19/ ذیقعدہ 1418 ہجری 19/ امان 1377 ہش 19/ مارچ 1998ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۳ مارچ　　(مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی و ناصر ہو اور معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں پرورش پانا

ایک اَدنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے!

ارشاد باری تعالیٰ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ (آل عمران: آیت ۳۲)

ترجمہ:- تو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ان اعرابیا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ما اعددت لھا؟"

قال: حب اللہ ورسولہ. قال: "انت مع من احببت" (بخاری)

ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، "قیامت کب آئے گی؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟" اُس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔"

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اَے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے"۔ (اتمام الحجۃ)

"وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اس کے مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کیلئے اُمتی ہونا لازمی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸)

"اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سیّد و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کی رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مُردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اس لئے باوجود آپؐ کے اس فیضان کے اِس اُمت کیلئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے۔ بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک اَدنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ اُس نے اِس عاجز کو بنایا ہے"۔ (چشمۂ مسیحی)

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دَوڑا کے تھکایا ہم نے　　کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے　　یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا　　نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے　　لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں　　ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت　　اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام　　دِل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں　　لاجرم غیروں سے دِل اپنا چھڑایا ہم نے
مورِدِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اُس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان::

تسلسل کیلئے دیکھیں "بدر" شمارہ ۹

پاکستان کے بعد

اب ھندوستان میں بھی دیو بندی فرقہ پرستی کا زہر

(۳)

ہم گزشتہ گفتگو میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف سرکاری دہشت گردی کا ذکر کرتے ہوئے ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دَور تک پہنچے تھے ہم نے بتایا تھا کہ بھٹو نے تو احمدیوں کو کافر قرار دے دیا اور ضیاء الحق نے اپنے ڈکٹیٹر شپ کے دَور کو لمبا کرنے کیلئے ۲۶ ر اپریل ۱۹۸۴ء میں احمدیوں کے خلاف ایک صدارتی آرڈی ننس جاری کیا جس کے تحت تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء کے باب ۱۵ میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد دفعہ نمبر ۲۹۸-بی کا اضافہ کیا گیا جس کی رُو سے احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کی مذموم کوشش کی۔ پھر دفعہ ۲۹۸-سی کا اضافہ کر کے احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی۔

اس آرڈی ننس نے قانون فوجداری ۱۸۹۸ کی دفعہ ۹۹ اے میں بھی ترمیم کر دی جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی ہو کو ضبط کر سکتی ہے۔

اس آرڈی ننس کے تحت تمام پاکستان میں پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کر دی گئی جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دیں. جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے اور اس اخبار کا ڈکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کر لے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رُو سے پابندی ہے۔

اسی پر بس نہیں فرعون زمانہ ضیاء الحق نے ۱۹۸۶ء میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ C۔۲۹۵ کا اضافہ کر کے توہین رسالت قانون بنایا جس کے تحت سینکڑوں احمدیوں پر قتل کے مقدمات بنائے گئے۔ شروع شروع میں تو اس قانون کی زد میں صرف احمدی آئے لیکن بعد میں عیسائیوں کو بھی اس قانون کے تحت دبوچا گیا چنانچہ فروری ۹۵ء میں اس قانون کے تحت دو عیسائیوں رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو بھی سزائے موت سنائی گئی تو یورپ کی عیسائی دنیا میں ایک شور برپا ہو گیا جرمنی کی ایک انسانی حقوق تنظیم نے حکومت پاکستان کو ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں اٹھاسی ہزار جرمنوں نے دستخط کئے اور جس میں اس امتیازی قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ میمورنڈم ان دنوں جرمن میں مقیم پاکستانی سفیر اسد درّانی کو پیش کیا گیا تھا۔

۱۹۹۵ء میں تو باری آئی عیسائیوں کی لیکن ۱۹۹۶ء میں پھر ان قانون بنوانے والوں پر بھی وہی چھری چلنے لگی چنانچہ پاکستان میں ۱۹۹۶ء کا وہ تاریک دَور شروع ہوا جس میں شیعہ سنّی فسادات نے بھیانک سانپ کی طرح اپنے زہریلے پھن اُٹھانے شروع کر دیئے۔ شیعہ اور سُنّی مسجدیں خون سے نہانے لگیں لوگ جماعتوں کی شکل میں قتل ہونے لگے جس کے نتیجہ میں ۱۹۹۷ء تک ۳۵۰ جانیں تلف ہوئیں۔ وجہ اس کی یہی تھی کہ سنیوں کے نزدیک شیعہ توہین رسالت کے مرتکب تھے اور شیعوں کے نزدیک سُنّی اہانتِ رسول کے سزاوار تھے اور وہ سزا جو حکومت کو قانون کے ذریعہ دینی چاہئے ان فرقوں نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔

اور پھر شیعہ سُنّی فسادات بھی ایک طرف رہ گئے اور اب سُنّی ہی باہم ایک دوسرے سے برسرپیکار میدان جہاد میں ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی ایک دوسرے کو کافر کہہ کر میدان جہاد میں کود پڑے ہیں۔ اب قادیانی یا عیسائی تو ایک طرف رہے خود سرکاری طور پر مسلمان کہلانے والے ایک دوسرے کی گردنوں کو کاٹ کر جنّت کے سرٹیفکٹ حاصل کر رہے ہیں۔

گزشتہ سال جون ۱۹۹۷ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے پاکستان کی حالت پر جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ :

"آج کل جبکہ پاکستان اپنی آزادی کی پچاس سالہ تقریبات منانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ بات حقیقت کے طور پر سامنے آئی ہے کہ آج تک پاکستانیوں کو اپنے تمام انسانی حقوق شاذ ہی نصیب ہوئے ہیں۔ ملک بھر میں تشدّد کا کلچر فروغ پذیر ہے شہری اور سیاسی حقوق غصب کئے جا رہے ہیں----سیاسی اداروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور آئین کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔ منتخب حکومتیں بھی آئیں مگر اس نقصان کا مداوا نہ کر سکیں وہ زیادہ تر انتقامی سیاست میں مشغول رہیں اور ملک کے اندر گمبھیر سوشل اور اقتصادی مسائل کی طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہ دی گئی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا کہ :-

"پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جس میں چند افراد کا گروپ امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے ۱۳۱ ملین آبادی میں سے ۳۵ ملین آبادی انتہائی غربت میں بسر اوقات کرتی ہے ۶۰ ملین آبادی کو طبّی سہولتیں میسّر نہیں ۶۷ ملین لوگوں کو صاف پینے کا پانی میسّر نہیں اور ۸۹ ملین بنیادی حفظان صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں۔"

محترم قارئین! بھٹو اور ضیاء الحق تو سیاسی مفاد پرستی کا گھناؤنا کھیل کھیل کر اس دنیا سے بصد حسرت چلتے بنے لیکن اُن کے بکھیرے ہوئے بیج آج پاکستان کی گلی گلی محلے محلے میں اپنے کانٹوں اور تلخ پھلوں کی بہاریں دکھا رہے ہیں چنانچہ پاکستانی اخبار جنگ راولپنڈی اپنی ۳ر ستمبر ۹۶ء کی اشاعت میں "فرقہ بازی کے عذاب الیم کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"ایک عام مسلمان کو سیاستدانوں سے بھی زیادہ اگر کسی طبقے سے نفرت ہے تو وہ فرقہ باز لوگ ہیں جو علماء دین کی شکل میں اس معصوم قوم کو عذاب میں مبتلا کئے ہوئے ہیں غنڈے اور بدمعاش اتنے قتل نہیں کرتے اور اس قدر بدامنی نہیں پھیلاتے جتنی یہ نام نہاد علماء پھیلاتے ہیں..... آج پاکستان میں فرقہ بازی نے اس ملک کو داؤ پر لگا دیا ہے..... دین میں کوئی جبر نہیں ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس فقہ کے تحت رہنا چاہے اسے مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن ہم میں ایسے گروہ پیدا ہو گئے ہیں جن میں برداشت بالکل نہیں انہوں نے انسانی خون کو ارزاں بنا دیا ہے اور اس مذہبی آزادی کو سلب کرنا چاہتے ہیں.... مسجدیں اب مسلمانوں کیلئے عبادت خانے نہیں بلکہ مسلکوں کے زیر اثر اسلحہ خانہ بن گئی ہیں ہر وقت ڈر لاحق رہتا ہے کہ مسجد میں کھڑے ہوئے ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کی پاداش میں گولی کا نشانہ نہ بن جائیں.... خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آجائے جس کے قرائن نظر آرہے ہیں۔"

پاکستان کے ملاؤں کی ۱۹۵۳ء سے شروع کی ہوئی فرقہ پرستی کی یہ لہر جو احمدیوں کو ہلاک کرنے سے شروع ہوئی تھی ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۸۴ء کے ادوار کو عبور کرتی ہوئی اب ۱۹۹۶-۱۹۹۷ء میں پاکستان کے تمام فرقوں کو اپنی زہریلی گرفت میں جکڑ چکی ہے ۱۹۵۳ء اور پھر ۱۹۷۴ء میں اس فرقہ پرستی کے بیج کو بونے میں احمدیوں کے سوا پاکستان کے تمام مسلمان فرقے بلکہ عیسائی بھی شامل تھے لیکن اب احمدیوں کے ساتھ یہ تمام اسلامی فرقہ اور عیسائی بھی اس زہر کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے بھی بالکل بے دست و پا ہیں۔

یہ ملاں چاہتے ہیں کہ پاکستان ہی کی طرز پر ہندوستان میں بھی ایسی ہی مذہبی تنگ نظری اور فرقہ پرستی کو شروع کر کے اُسے انتہا تک پہنچا دیا جائے یہ تو ہم نہیں جانتے کہ ایسا کس بل بوتے پر یا کس کے اشاروں پر کیا جا رہا ہے لیکن وقت رہتے ہم وطن عزیز کے دانشوروں اور انصاف پسندوں سے صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ اس سانپ کو سر اُٹھانے سے قبل ہی کچل دیا جائے تو بہتر ہے بصورتِ دیگر ہندوستان میں پھیلنے والی خانہ جنگی یہاں کے پھیلاؤ اور کثیر فرقوں کے باعث کہیں ناقابل برداشت اور ناقابل اصلاح ہو جائے گی۔ اس کے آثار تو اب ہندوستان میں بھی شروع ہو چکے ہیں چنانچہ حال ہی میں لکھنؤ میں شیعہ سنّی فساد بمبئی کے دیوبندی بریلوی فسادات اور مدراس کے بم دھماکے ان اُمور کی نشاندہی کرنے کیلئے کافی ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ گفتگو میں ہم کسی قدر اس کا تذکرہ کریں گے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بتاریخ ۱۲ر جنوری ۱۹۹۸ء قبل از درس القرآن بمقام فضل مسجد لندن۔ مکرم سردار بشارت احمد صاحب ابن حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت چوہدری محمد شریف صاحبؓ سابق امیر جماعت ضلع ساہیوال وفات مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۹۷ء بعمر ۹۴ سال۔ موصوفہ حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم کی بڑی بہو اور مکرمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحب کی بڑی بھابھی اور سمدھن بھی تھیں۔ آپ چالیس سال تک لجنہ اماء اللہ ساہیوال کی صدر رہیں۔ تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ چاروں بیٹیاں خدا کے فضل سے لجنہ کے کاموں میں پیش پیش ہیں۔

۲۔ مکرم محمد دین صاحب بدر (درویش قادیان) ابن مکرم غلام نبی صاحب وفات ۹۸۔۱۔۷ مرحوم ابتدائی درویشوں میں سے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل ہوشیار پور سے قادیان آئے اور درویشی اختیار کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی (وکیل اعلیٰ قادیان) ان کے سب سے بڑے داماد ہیں۔

۳۔ محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری نذیر احمد صاحب نائب ناظر زراعت ربوہ ۹۸۔۱۔۸ کو کراچی میں بعارضہ کینسر وفات پاگئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

۴۔ مکرم عبدالغفار خان صاحب۔ ۹ جنوری ۹۸ء کو بعمر ۷۴ سال ربوہ میں وفات پاگئے ہیں۔ مرحوم مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ کے برادر نسبتی اور مکرم مرزا عبدالوحید صاحب آف ھنسلو (یوکے) کے خسر تھے۔

خطبہ جمعہ

۹۷ء کی طرح ۹۸ء کا سال بھی ہمارا ہے، ہمارا رہے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس سال کو ہم سے چھین نہیں سکتی

جھوٹ کے خلاف جنگ ایک عظیم جہاد ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۹؍ جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۹؍ صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - اياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

واذا سالكَ عِبادِى عَنّى فَاِنّى قَرِيب أُجِيبُ دَعوَةَ الدّاعِ اِذَا دَعَان

فَلَيَستَجِيبُوا لِى وَليُومِنُوا بِى لَعَلَّهُم يَرشُدُون.(سورة البقره آیت ۱۸۷)

رمضان مبارک کے تعلق میں جو اس آیت کی میں تفسیر بیان کر رہا تھا اور احادیث نبوی کی روشنی میں رمضان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہا تھا یہ وہی آیت ہے جس کی اب پھر میں نے تلاوت کی ہے اور اس آیت واذا سَالكَ عِبادِى عَنّى فَاِنّى قَرِيب کا تعلق ہمارے مباہلے کے سال کے ساتھ بھی ہے اور آئندہ بھی یہ آیت جماعت احمدیہ کے حق میں ایک عظیم ستون کا کام دے گی جس کے سہارے جماعت احمدیہ ہر آفت سے بچے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قریب ہونے کا وعدہ ہے اور اپنے بندوں سے یہ توقع ہے فَلَيَستَجِيبُوا لِى کہ وہ میری باتوں کا بھی جواب ہاں میں دیں اور جو میں ان سے توقع رکھتا ہوں اس کو پورا کریں یہ دو مشروط وعدے ہیں۔ پس اگر جماعت احمدیہ ہمیشہ اس بنیادی آیت کو اپنا اصول بنائے رکھے تو ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہم سے کبھی کسی پہلو سے بھی گریزاں ہو جائے۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی انشاء اللہ اور اب خصوصیت سے اس رمضان میں اس کی ضرورت ہے۔

جو جمعہ آج طلوع ہوا ہے یہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام دنیا کے مولویوں کو جو شرارت میں پیش پیش تھے اور ہیں۔ ان کو میں نے دس جنوری ۱۹۹۷ء یعنی پچھلے سال رمضان مبارک کے آغاز میں یہ چیلنج دیا تھا آج بھی دس رمضان مبارک ہے تو Friday the 10th بھی دونوں طرح سے پورا اتر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اپنی طرف سے وہ ایسے انتظام فرماتا ہے کہ بعض خوشخبریوں کو اس طرح ترتیب دے دیتا ہے کہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ پس دس جنوری کو جمعہ کے دن جو میں نے چیلنج دیا تھا آج دس رمضان مبارک میں وہ سال پورا ہو رہا ہے۔ اس سال میں کس حد تک ہمیں کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے، کھلی کھلی کتاب ہے جسے دشمن بھی پڑھ سکتا ہے، پڑھ رہا ہے اور بے چین ہے اور خطرناک جوابی حملوں کی کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں اور ان کی تفصیل میں سردست تو میں نہیں جاؤں گا لیکن میں اشارۃً آپ کو بتا دوں گا۔

سب سے پہلے میں اپنی عبارت آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ یہ علماء جو اس مباہلے کو غلط معنے دیتے ہیں اور انفرادی مباہلوں کی طرف اور دوہرے مباہلوں کی طرف کھینچ کے لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ مباہلہ ہرگز اس قسم کے مباہلوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ ایک یکطرفہ دعا تھی جس میں ان کو بھی دعوت دی گئی تھی کہ شامل ہو جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہاری دعا تم پر الٹتی ہے یا نہیں، ہماری دعا ہم پر الٹتی ہے یا نہیں اور تم سے خدا کا کیا سلوک ہو رہا ہے اس عرصہ میں اور ہم سے کیا سلوک ہو رہا ہے۔ یہ کھلی کھلی بات تھی۔ یہ سال گزر گیا اور یہ بات واضح ہو چکی۔ اب گزرے ہوئے سال کے واقعات کو وہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ وقت ملا، موقع ملا تو جلسہ سالانہ کے خطاب میں مَیں انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

الفاظ سن لیجئے تاکہ آپ کو یاد دہانی ہو جائے، ”تم نے معاملات کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے اور اس پہلو سے اللہ تمہیں مہلت بھی بہت دے رہا ہے اور دے چکا ہے مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے“۔ اب پاکستانی اخبارات اور دنیا بھر کے اخبارات کی رُو سے جب میں اعداد و شمار آپ کو سناؤں گا تو آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ دن آ گئے ہیں کہ نہیں آئے۔ بالکل کھلی کھلی حقیقت ہے۔ ”مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے۔ میں آج اس جمعہ میں اعلان کرتا ہوں کہ لازماً تم پر ذلتوں کی مار پڑنے والی ہے“ ان کے اپنے اقرار سے میں جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ آپ کو دکھاؤں گا کہ یہ سال سو فیصد اس مباہلے کے حق میں جو جماعت احمدیہ نے پیش کیا تھا گواہی دے چکا ہے اور ان گواہیوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ تو ایک دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ تم پہ ذلتوں کی مار پڑی ہوئی ہے اور یہی مار ہے جو انشاء اللہ اگلے سال بھی جاری رہے گی۔ اس تقدیر کو بدل کے دکھاؤ تب میں اس بات کو قابل قبول سمجھوں گا کہ تم سے مزید گفتگو کی جائے یا نہ کی جائے۔ پہلے یہ مباہلے کا سال تو نپٹا لو۔ میں جو اعلان کر رہا ہوں کہ تم پر لازماً کھلی کھلی خدا کی مار پڑنے والی ہے اس کو بدل کے دکھا دو۔ جب بدل دو گے تو پھر آ کے بات کرنا کہ آیئے اب مناظرہ بھی کر لیجئے۔ اب مناظرے کے رستے بند ہیں اور یہ الٰہی فیصلہ ہے جو جاری ہونے والا ہے اور ہو کے رہے گا یہ ہے اعلان مباہلے کا۔

جہاں تک جماعت کا تعلق ہے میں نے جماعت کو یہ نصیحت کی تھی، ”پس اس جمعہ پر میں ایک فیصلہ کن رمضان کی توقع رکھتے ہوئے“۔ یہ گزشتہ سال کا رمضان تھا جس کو میں کہہ رہا ہوں کہ فیصلہ کن رمضان ہے، ”ایک فیصلہ رمضان کی توقع رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو تاکید کرتا ہوں اس رمضان کو خاص طور پر ان دعاؤں کے لئے وقف کر دیں۔ اے اللہ تو ہمارے درمیان فیصلہ فرما کہ تو احکم الحاکمین ہے، تجھ سے بہتر کوئی فیصلہ فرمانے والا نہیں“۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت نے اس نصیحت کو پلّو سے باندھ لیا اور دعائیں کیں۔ اگر یہ دعائیں نہ کی ہوتیں تو یہ نتیجہ ظاہر نہ ہوتا جو آپ کے سامنے ہے، سب دنیا کے سامنے ہے۔

پھر جن لوگوں کے متعلق دعا ہے عامۃ الناس کے مٹائے جانے کی کوئی دعا نہیں بلکہ ہمیشہ میں اس سے گریز کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ من ذالک پاکستان کے عوام کے خلاف کوئی بد دعا دوں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام سے ظاہر ہے کہ جو لوگوں کے اول صف کے لوگ ہیں، ان کے لیڈر ہیں ان میں سے شریروں کو مٹا دے تو یہ دعا ہمیشہ مولوی جان بوجھ کر توڑتے مروڑتے اور عوام الناس کو کہتے ہیں تمہارے خلاف بد دعا دی ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ میں آپ سے توقع رکھتا ہوں نہ میں نے کبھی کی۔ ہماری تو ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ پاکستان کے عوام اپنے مُلّانوں کی ذلت کی مار سے بچائے جائیں جو آخر ان پر پڑنی ہے۔ کیونکہ جس قسم کے راہنما ہوں آخر ان کی قوم علماء کی بد حرکتوں کے نتائج سے بچ نہیں سکتی۔ یہ وہ سلسلہ ہے جس کے متعلق میں نے یہ بیان کیا تھا ”اے خدا اب ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور بے حیائی سے باز نہیں آ رہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کن کر دے“۔ یعنی ان دونوں سالوں کو ”کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی اور نامرادی کی صدی بن کر ڈوبے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر ابھرے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو اس رمضان میں مَیں چاہتا ہوں کہ آپ بطور خاص کریں“۔ یہ جو حصہ ہے، ”اگلا سال“، ”ان شیاطین کو مٹا دے جو فراعین ہیں اور تکبر میں مبتلا ہیں“۔ پاکستان کی ساری تاریخ آغاز سے لے کر اب تک کی اس بات پہ گواہ ہے اور اب پاکستان کے

اخباروں میں یہ اعدادو شمار بڑی نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع ہورہے ہیں کہ اس سال جس کثرت سے ملّاں ہلاک ہوا ہے اور غیر طبعی موت مرا ہے اور بعض مُلّاؤں کی لاشیں کتوں کی طرح بازاروں میں گھسیٹی گئی ہیں یہ ایک دوسرے پر ہی مار پڑ رہی ہے۔ یہ جو وبال ہے یہ سال بتارہا ہے کہ ہماری دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ کہتے ہیں تمہاری دعائیں نہیں یہ ویسے ہی ہو گیا ہے۔ یہ ویسے کیسے ہو گیا، ساری عمر کبھی نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا خیال آگیا کہ جو احمدیت کے اشد ترین دشمن ہیں ان کو ایک دوسرے کے ہاتھوں مروایا جائے۔ اور سوفی صد ثابت ہو کہ اس میں جماعت احمدیہ کا کوئی ہاتھ نہیں۔ کہتے تو ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے مگر جب پوچھا جائے کہ دکھاؤ وہ ہاتھ کہاں ہے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ یہ جانتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ بول رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ ان کا ایک دوسرے کا ہاتھ ہے۔ اور اگلا سال ابھی باقی ہے جس میں یہ بہت سی توقعات لگائے بیٹھے ہیں یعنی ۱۹۹۸ء کا سال۔ یہ سال جس میں سے ہم اب گزر رہے ہیں۔

اس سال کے متعلق میں صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ سال تو گزر چکا ہے اس میں جو کچھ انہوں نے کرنا تھا کر دیکھا۔ حکومتیں بھی ان کو، بڑی جابر حکومتیں جو تمام امور کی لگامیں ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھیں وہ بھی ملیں لیکن جو مرضی کر لیں اب اس گزرے ہوئے سال کو یہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ ان کے جو منصوبے تھے وہ جاری ہیں پہلے سے بہت زیادہ شدت کے ساتھ جاری ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے میرے منہ سے اس وقت ۹۸ء کا سال بھی نکال دیا۔ تو یہ سال تو ہار گئے بہر حال، اگلا بھی بہر حال ہارنا ہے۔ لیکن ان کی کوششیں ۹۸ء میں پورے عروج پر ہو نگی اور اس کے متعلق ہماری نظر ہے کہاں کیسی کارروائیاں ہورہی ہیں۔

صدر جامع گیمبیا کے جو صدر ہیں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا، ان کو ریڈ کارپٹ ٹریٹمنٹ اور ان کو ایک ہیرو کے طور پر (پیش کرنا) اور ان کو سعودی عرب کے میڈل دینا یہ ساری باتیں اب صدر سینیگال جو خود فرانسیسی بولنے والے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنے طور پر، ذاتی طور پر کوئی تعصب نہیں رکھنے والے ہیں، ان کو بعینہ یہی Treatment دی گئی، یہی ان کے ساتھ سلوک کیا گیا اور اس میں پیش پیش صدر جامع صاحب تھے۔ جس طرح وہاں ان کو گولڈ میڈل ملا کہ اسلام کی بڑی خدمت کی گئی ہے اور نمایاں طور پر دکھایا گیا کہ اس طرح سعودی عرب ان کا احترام کرتا ہے یہ عظیم الشان فاتح جرنیل ہیں یہ جامع صاحب دوڑے پھرتے رہے اور جو کچھ ان کے ساتھ ہو چکی تھی وہی اب ان کے ساتھ کروا رہے ہیں اور اس کی باگ ڈور ساری پاکستان میں ہے اور وہ بے چارے سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ ساری ہماری نظر ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انہی لوگوں میں سے کچھ نیک نفس جماعت کے حمایتی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی حکومت کو بتائے بغیر وہ جماعت کو اطلاع کرتے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے اُن کا کوئی تعلق بھی نہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ ہماری جاسوسی کا کوئی اثر ہے ہر گز غلط اور جھوٹا خیال ہے۔ ایک ذرہ بھی ہمیں جاسوسی کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ ہمارا نگران ہے اور وہی معاملات پر نظر رکھتا ہے اور ہمیں مطلع فرماتا ہے۔ دوسرا ان کے اپنے مُلّا نے منہ پھٹ ہیں۔ وہ برداشت کر ہی نہیں سکتے انہوں نے ضرور پھکڑ تولنے ہیں۔ اس لئے دو ذریعے ہیں جن سے ہمیں خبریں ملتی ہیں۔ پہلا ذریعہ ان کے اپنے مقرر کردہ، قابل اعتماد حکومت کے کارندے ہیں جن میں ایک بھی احمدی نہیں ان سے بیٹھ کر جو باتیں کرتے ہیں ان کا دل بولتا ہے کہ جھوٹ اور بکواس ہے اور وہ اپنے ذرائع سے جس طرح بھی ہو سکے ہمیں خبریں پہنچا دیتے ہیں۔ اب بتائیں اس میں احمدیوں کی سازش کہاں سے آگئی۔ اگر سازش ہے تو تم نے اے احمدیت کی مخالفت کرنے والے گروہوں کے سربراہو! تم نے خود مقرر کئے ہیں یہ آدمی اور تم گھبرا گھبرا کر چاروں طرف دیکھتے ہو کہ یہ ہیں کون، کہاں سے بولے ہیں۔ لیکن تمہارے مقرر کردہ ہیں ہم نہیں بتائیں گے کون ہیں۔ تم ڈھونڈ لو ان کو، اور زیادہ بے چینی ہو گی۔ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہوئے سب کچھ دکھائی دے رہا ہے۔

اور مُلّاں کو تو نہیں ہم کہہ سکتے کہ ہمارے ایجنٹ ہیں۔ کام وہی کرتے ہیں جو ایجنٹ کیا کرتے ہیں لیکن ہیں وہ ملّاں اور مخالف ملّاں اور پھکڑ باز۔ ملّاں تو برداشت کر ہی نہیں سکتا اس کے ہاتھ میں کسی قسم کا کوئی راز آجائے تو دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ میں نے کروایا ہے، میں احمدیت کی مخالفت میں یہ کام کرا رہا ہوں اس نے ضرور پھکڑ تولنے ہیں۔ آپ مُلّاں کی زبان نکلوا دیں گے تو اشاروں سے بتائے گا کہ میں نے یہ کام کروایا ہے۔ اس لئے دو ہمارے ذرائع ہیں جو اللہ کے فضل سے ہمیشہ ہماری مدد کرتے ہیں یعنی اللہ کی تقدیر کے تابع اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ پس جو کچھ ڈاکار (Dakar) میں ہو رہا ہے کس طرح پاکستان کا ایمبیڈر اس میں ملوث ہے، کس طرح پاکستان میں ان باتوں کی طنابیں ہیں، کیا مشورے دئے جاتے ہیں، کس طرح صدر جامع کو بتایا جاتا ہے کہ اب تم اور تمہارے نمائندے بھاگے بھاگے ڈاکار جاؤ اور ڈاکار کو احمدیت کی مخالفت کا اڈہ بنالو۔ یہ وہ بات ہے جو وہ عملاً اس حیثیت سے کر چکے ہیں کہ وہاں اب جو رابطہ عالم اسلامی کا اڈہ ہے وہ ڈاکار میں قائم کر دیا گیا ہے۔ کیا نتیجے پیدا ہونگے اس کے۔ اس سے پہلے رابطہ عالم اسلامی کی جو کارروائیاں تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے نکبت کی مار دی ہے، ذلت کی مار دی ہے، آج بھی یہی تقدیر جاری ہو گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سال یعنی ۹۸ء کے سال میں جیسا کہ گزشتہ مباہلے کی دعا میں اللہ نے میرے منہ سے نکلوا دیا تھا کہ ۹۷ء کا سال کافی نہیں ۹۸ء کے لئے بھی دعائیں کرو۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۹۸ء کے سال کے لئے بھی اسی طرح دعائیں کرتی رہے گی اور پہلے سے زیادہ بڑھ کے، شدت سے دعائیں کرے گی۔ یہی دعائیں ہیں جو ہمارا سہارا ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی سہارا نہیں۔

﴿اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً وَّ اَکِیدُ کَیداً۔ فَمَھِّلِ الکافِرِینَ اَمھِلھُم رُوَیداً﴾ (الطارق: ۱۶ تا ۱۸)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً یہ بڑی تدبیریں کر رہے ہیں۔ تم یہ نہ خیال کرو کہ تدبیروں کے بغیر بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے پلان بنا رہے ہیں۔ وَّ اَکِیدُ کَیداً۔ لیکن میں بھی باخبر ہوں، میں بھی جوابی پلان تیار کر رہا ہوں۔ اس میں جو میرے لئے راہنما اصول تھا وہ یہ تھا کہ میں بھی جوابی کارروائی کے لئے ہر ممکن صلاحیت کو استعمال کروں۔ کیونکہ اس دنیا میں مَیں اُس وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ بن کر اسلام کی خدمت پر مامور ہوں اور اس پہلو سے جماعت کے خلاف جتنی بھی مکاریاں ہو رہی ہیں ان کا اس دنیا میں جواب دینا میرا فرض ہے کیونکہ اَکِیدُ کَیداً جو خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کید بندوں کے ذریعے جاری کی جاتی ہے۔

اَکِیدُ کَیداً کا یہ مطلب نہیں کہ میں آسمان سے کوئی تدبیریں کر رہا ہوں اور وہیں رہیں گی۔ وہ تدبیریں آسمان سے نیچے اترتی ہیں اور اللہ جس کو پسند فرماتا ہے اس کو عقل اور شعور بخشتا ہے، اس کو صلاحیتیں دیتا ہے کہ وہ ان تدبیروں کا بھرپور توڑ کرے۔ پس آپ کو اس معاملے میں کسی فکر کی ضرورت نہیں یہ توڑ کرنا میرا فرض ہے۔ آپ کے لئے میری نمائندگی کا حق تبھی ادا ہو گا اگر میں یہ توڑ ہر ممکن کروں، ہر پہلو سے، ہر ذریعے کو استعمال کروں لیکن یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ دنیاوی کارروائیاں نہیں بلکہ اَکِیدُ کَیداً کا جواب ہے۔ جو آسمان پر اللہ تدبیر فرما رہا ہے وہ نیچے اتار رہا ہے اور اپنے ان بندوں کو جن کو استعمال کرنا چاہتا ہے وہ تدبیریں سمجھاتا ہے، سُجھاتا ہے۔ اس لئے بڑی حاضر دماغی کے ساتھ، ہر پہلو کی باریکی پر نظر رکھتے ہوئے جتنی بھی تدبیریں ممکن ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کر رہے ہیں لیکن ان تدبیروں کا فیصلہ آپ کی دعائیں کریں گی، اس رمضان کی دعائیں جو باقی ہے اور سارے سال کی دعائیں۔ **اس لئے ۹۷ء کی طرح ۹۸ء کا سال بھی ہمارا ہے، ہمارا رہے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس سال کو ہم سے چھین نہیں سکتی۔ اس یقین کے ساتھ اب آگے بڑھیں اور اس یقین کے ساتھ دعائیں کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ آپ دیکھیں گے کہ یہی ہو گا جو میں کہہ رہا ہوں۔**

اب میں واپس آتا ہوں۔ یہ جو رابطہ عالم اسلامی، ڈاکار، یہ سب کچھ جو مجھے کوائف دئے گئے ہیں لیکن ان کو یہاں پڑھنے کی ضرورت نہیں یہ سب اب بے معنی ہو گئے ہیں۔ جو خلاصہ تھا بات کا وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ اب اس آیت کریمہ کی روشنی میں احادیث نبویہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور، حضرت ابو ہریرہ **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کی روایت ہے بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملّاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا، پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

یہ وہ حدیث ہے جو غالباً ہر رمضان میں مَیں بیان کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ رمضان کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی اور آپ کی زندگی، آپ کی عاقبت کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی۔ جھوٹ جو قول الزور کہلاتا ہے یہ انتہائی ذلیل چیز ہے جو دنیا میں بھی انسان کو ضرور نامرادی کا مزہ چکھاتی ہے اور آخرت میں بھی وہ ہر نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس صداقت کو اپنائیں اور جھوٹ کو ہر پہلو سے رد کر دیں۔ اپنے روز مرہ کے معاملات میں، اپنے بچوں سے باتوں میں، اپنی بیوی سے باتوں میں، بیوی کا اپنے ماں باپ سے سلوک، خاوند کے ماں باپ سے سلوک اور اندرونی باتوں میں پردے ڈالنے کی کوشش کرنا یہ سارے وہ امور ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں جھوٹ کی ملونی رکھتے ہیں اور شاید ہی کوئی گھر ہو، بعض ایسے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے وہ تقاضے پورے کرتے ہیں، مگر شاید ہی ایسے گھر ہوں یعنی کم ہونگے جن کے متعلق میں سو فیصدی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے معاملات میں جھوٹ کی کوئی بھی ملونی نہیں۔ نیکیاں بہت ہیں، بدیوں سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن جب اپنے نفس کو ضرورت پیش آئے تو چھوٹا ہو یا بڑا ہو جھوٹ سے ان کا پرہیز نہیں رہ سکتا۔ اور یہ جو چیز ہے یہ ان کے تقویٰ کو ننگا کر دیتی ہے۔

جب بھی جھوٹ اپنی مجبوری کے پیش نظر بولا جائے وہ جھوٹ اصل جھوٹ ہے جو شرک کی طرف مائل کرتا ہے۔ جو بے ضرورت جھوٹ ہیں روز مرہ کے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری لغو قسموں کی طرف اللہ توجہ نہیں دے گا۔ بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے جھوٹ بے اختیار منہ سے نکل ہی جاتے ہیں کچھ زیب داستان کے لئے، کچھ کسی اور مقصد کے لئے لیکن ان میں اپنے نفس کو یا اپنے ساتھیوں کو بچانا مقصود نہیں ہوتا۔ جہاں تک ممکن ہو اس جھوٹ سے بھی اعراض لازم ہے۔ لیکن عموماً سوسائٹی میں انسان لاشعوری طور پر ایسے جھوٹوں میں ملوث ہو ہی جاتا ہے اس حد تک یہ شرک نہیں ہیں، اس حد تک گناہ کبیرہ ہونے کے باوجود گناہ صغیرہ کا رنگ رکھتے ہیں۔ یعنی جھوٹ تو کبیرہ گناہ ہے لیکن بالارادہ نہیں بولا جا رہا، کسی کو دھوکہ دینے کی خاطر نہیں بولا جا رہا، اپنے جھوٹے مقاصد حاصل کرنے کی خاطر نہیں بولا جا رہا اس پہلو سے ایسا جھوٹ عملاً صغیرہ رہتا ہے اور جھوٹی قسموں والی بات کے تابع اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرما دیتا ہے۔ لیکن جب اس جھوٹ کو عام سوسائٹی میں شہرت حاصل ہو جائے یعنی سوسائٹی میں عام طور پر اس قسم کے جھوٹ کا غلبہ ہو جائے تو میرا تجربہ ہے کہ ایسی سوسائٹیاں لازماً پھر بڑے جھوٹ میں ملوث ہونے لگتی ہیں۔ ان کا امتحان اس وقت آتا ہے جب ان کی اپنی ضرورت ان کو مجبور کرتی ہے کہ کوئی جھوٹ بولیں۔ اگر انہوں نے اپنی ضرورت کی خاطر کوئی جھوٹ بولا تو پہلے سارے لغو جھوٹ اُن کے گناہ کبائر بن جائیں گے۔ یہ امتحان ہے، یہ Test Case ہے۔ ایسا شخص اگر اس وقت رک جائے جب اس کے مفادات اس سے تقاضا کریں کہ تم ضرور جھوٹ بولو اور کوڑی کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کی ذات کے ساتھ کیا ہوتا ہے ایسی صورت میں اس کے وہ سارے جھوٹ لغویات میں سے ہونگے جن سے مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جہاں امتحان در پیش ہوا، جہاں اس نے ٹھوکر کھائی اور اپنے مقاصد یا اپنے رشتے داروں کے مقاصد کی خاطر جھوٹ کا سہارا لے لیا تو وہیں اس کی ساری لغویات کبائر میں شمار ہو جائیں گی۔

یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کیوں کہ لغویات اسی وقت تک لغویات ہیں جب تک وہ شرک پہ منتج نہیں ہوتیں۔ جونہی ایسا شخص واضح طور پر شرک میں ملوث ہو گیا وہ پھر لغویات نہیں کہلائیں گی۔ وہ اسکی روز مرہ کی حرکتیں اس کا ایک شرک میں ملوث ہونا ثابت کریں گی۔ پس میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ اس حدیث نبوی پر جتنا بھی گہرا غور کریں گے آپ مزید عارفانہ نکات حاصل کرتے رہیں گے۔ **کیونکہ جھوٹ کے خلاف جنگ ایک بہت عظیم جہاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا جہاد کا دعویٰ اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک عالمی طور پر جماعت احمدیہ جھوٹ کے خلاف جہاد کا عَلَم بلند نہ کرے۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی صرف بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ قرار نہیں دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جھوٹ سے اجتناب کی باریک راہیں اختیار کریں گے۔ اور اپنے نفس کو کھنگالتے رہیں گے۔ جہاں آپ کو جھوٹ نظر آئے گا وہ آپ کا دشمن، کینہ توز آپ کے دل میں کمین گاہ بنا کے کہیں بیٹھا ہوا ہے جب اس کو موقع ملے گا وہ آپ پر حملہ کر دے گا اس حملے سے وہ باز نہیں آئے گا۔ پس یہ ایک شرک کا بُت ہے جو ہر دل میں پنہاں ہے۔ کہیں اونچا سطح کے قریب، کہیں نیچا، گہرا اور تہہ میں۔ اس بُت کو توڑنا ہے۔ اگر آپ اس بُت کو توڑ دیں گے تو ابراہیم کی طرح بُت شکن کہلائیں گے۔ اگر اس بت کو نہیں توڑیں گے تو سارے بت اٹھ کھڑے ہونگے اور آپ کا دل صنم خانہ بن جائے گا۔ ایسا دل اللہ کے قیام کے لئے مسجد نہیں بنا کرتا۔ پس امید ہے کہ آپ اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اپنی زندگی میں جاری فرمائیں گے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں فرض نمازیں ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانوں اور اس سے زائد کوئی عمل نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو سکوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں ان کاموں سے کچھ زائد نہیں کروں گا۔

اب یہ جو مضمون ہے یہ بظاہر ایک ایسا مضمون ہے کہ انسان اپنی نیکیوں میں اپنے آپ کو محدود کر رہا ہے کہ میں اس سے آگے نہیں بڑھوں گا، ہر گز کوئی نفلی کام نہیں ادا کروں گا پھر بھی جنت میں جاؤں گا کہ نہیں۔ یہ کم سے کم شرائط ہیں جو ایک مومن کے لئے جنت میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے جہاں نیچے گرا وہ اگلا جہنم کا زینہ ہے جس میں ایک قدم نیچے اتر آئے گا۔ لیکن ان بنیادی شرائط کو اگر وہ پورا کرتا ہے تو وہ جنتی ہے۔ لیکن یہ شرائط کوئی معمولی نہیں ہیں اور نوافل ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر وہ شخص بغیر نوافل کے ان کی حفاظت کر سکتا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اس شرط کے ساتھ اسے ہاں کہا ہے، کر سکتے ہو تو کرو لیکن یہ پکی بات ہے اگر اپنے عہد پر قائم رہے تو تم جنت میں جاؤ گے۔

اب دیکھیں 'فرض نمازیں ادا کروں' اب فرض نمازوں کا ادا کرنا ایک بہت بڑا دعویٰ ہے۔ ان نمازوں کا جو کھڑی ہوتی ہیں جن کو کھڑا کہا جاتا ہے، جن کی حفاظت کی جاتی ہے۔ تو بظاہر اس نے چھوٹی بات کی لیکن بہت بڑی بات کر گیا۔ پھر 'رمضان کے روزے رکھوں گا' یعنی روزے رکھنے سے مراد ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ رمضان کے روزوں کا حق ہے۔ 'حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانوں گا' اب دیکھیں کتنی بڑی آزمائشوں سے بچنے کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ 'حرام کو حرام' حالانکہ انسانی زندگی میں بکثرت ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ اس کا مال عملاً حرام کی ملونی رکھتا ہے۔ اور یہ وعدہ کر رہا ہے کہ میں حرام کو حرام جانوں گا ہر گز اس میں غیر حلال کی ملونی داخل نہیں ہونے دونگا۔ یہ تو بہت ہی باریک نیکی کا دعویٰ ہے، بڑی احتیاط کا دعویٰ ہے تمام امور پر نظر رکھنے کا، اپنی کمائی پر ہر طرف سے نظر رکھنے کا دعویٰ ہے۔ آپ میں کتنے ہیں جو اس دعوے کو پورا کرتے ہیں یا اس پر پورا اترتے ہیں؟ 'اس سے زائد کوئی عمل نہ کروں گا'۔ کتنے ہیں جو اس سے زائد عمل کرتے ہیں؟۔ آپ میں سے جو روزہ دار ہیں مجھے نہ بتائیں اپنے گھر جا کے سوچیں کیا حرام کو حرام سمجھنے کے ہر پہلو پر ان کی نظر ہے؟ پھر بھی جنت کے ہم امیدوار بنے بیٹھے ہیں اور اللہ کا فضل یقیناً اگر شامل حال ہو تو ہمیں

ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652
رہائش- 243-0794, 27-0471

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SO LIGHT
GURANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن ان کمزوریوں کے باوجود جو حلال کو حلال نہ سمجھنے کی کمزوریاں ہیں اور حرام کو حرام نہ سمجھنے کی کمزوریاں ہیں۔ اس لئے یاد رکھیں کہ یہ حدیث بہت بڑا تقاضا کر رہی ہے، دینی عمل کو آسان نہیں بنا رہی۔ لوگ سمجھتے ہیں چھٹی ہو گئی بنیادی باتیں سب پوری کر دیں۔ بنیادی باتیں پوری کریں گے تب پتہ چلے گا کہ چھٹی کوئی نہیں ہوئی تھی اور سفر کا آغاز ہوا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے چونکہ فرمایا کہ 'ہاں' اس لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ توفیق عطا فرمائی ہو گی۔

اب یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس میں اس شخص کا نام کیوں نہیں دیا گیا، اس میں حکمت ضرور ہو گی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا، یہ پتہ کرنا چاہئے کہ کیا اس کا نام بھی کہیں مذکور ہے کہ نہیں۔ یا یہ بھی ایک طریق تھا۔ مجھے اس لئے دلچسپی ہے کہ بعض دفعہ حضرت جبرائیل انسانی شکل میں متمثل ہوا کرتے تھے اور دین کے تمام پہلو مسلمانوں کو سکھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتے تھے، ادنیٰ پہلو بھی اور سب سے بالا پہلو بھی۔ مختلف سوالوں سے ظاہر ہو جایا کرتا تھا تو مجھے یہ شک پڑ رہا ہے کہ یہ کہیں جبرائیل تو نہیں تھے جنہوں نے انسانی روپ دھار کر رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ کیونکہ اگر مدینہ کی سوسائٹی میں کوئی معروف شخص ایسا ہوتا تو عجب نہیں تھا کہ حضرت جابرؓ اس کا نام لے دیتے۔ اس لئے اگر کسی حدیث میں نام ہے تو الگ بات ہے مگر مجھے یہ خیال گزر رہا ہے کہ یہ حضرت جبرائیل کا دین سکھانے کا طریق تھا۔

جامع الترمذی کتاب الصّوم، رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ...... الخ، اس کا میں ترجمہ آپ کو سنا دیتا ہوں۔ یہ وہ حدیث ہے جو ہر رمضان کے دوران جمعوں میں جب میں رمضان کے تقاضوں اور باریک راہوں کا ذکر کرتا ہوں، یہ حدیث بھی ہمیشہ سنایا کرتا ہوں۔ اب بھی میں اس کو پھر سناؤں گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر دفعہ جب تکرار ہوتی ہے تو وہ واقعی تکرار ہی ہوا کرتی ہے۔ ہر دفعہ جو تکرار ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کوئی نئے مضمون بھی سمجھا دیتا ہے جو پہلے نہیں بیان کئے گئے اور ایسی تکرار جو بنیادی نیک باتوں کی تکرار ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّکْریٰ تجھ پر فرض ہے کہ مرکزی نصیحت کی باتیں بار بار دہراتا رہ اور کثرت سے بیان کر تا کہ خوب اچھی طرح دلوں میں جاگزیں ہو جائیں۔ پس اس پہلو سے بعض لوگ جو ہر دفعہ یہ سنتے ہونگے۔ ان کو خیال کرنا چاہئے کہ وہ سال کی بات بھول بھلا گئے اب ذکّر کا تقاضا ہے کہ پھر ان کو یہ باتیں یاد کرائی جائیں۔ یہ حدیث ہے جامع ترمذی کی۔ فرمایا، 'جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا'۔ اب اس حدیث کو اگر آپ صحیح نہ سمجھیں تو یہ ایک غلط بات ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ غلط بات بیان کر ہی نہیں سکتے۔ آپ اپنے گرد و پیش لندن کی گلیوں کو ہی دیکھ لیں اور سارے یورپ، امریکہ ان کو تو درکنار کر دیں، پاکستان اور بنگلہ دیش میں اور دیگر مسلمان ممالک میں جو رمضان کے دوران ظلم ہوتے ہیں اور بے حیائیاں ہوتی ہیں ان سے آج کا اخبار اٹھا کے دیکھ لیں بھرا پڑا ہے۔ قتل و غارت، زنا بالجبر، اغوا، گینگ ریپ اور معصوموں کا قتل۔ کوئی ایک بات بتائیں جو رمضان سے پہلے تو کھلی چھٹی تھی لیکن اب مسلمان اس سے رُک گئے ہوں۔

پس یہ فرمان پھر کیا معنے رکھتا ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کرا دئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اس حدیث کا واضح اور قطعی مطلب یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے جن کو رمضان کے علاوہ عام دنوں میں شیطان بہکاتے رہتے ہیں اور کسی حد تک کبھی کبھی کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بڑے لوگ، ''جن'' جن کو کہا گیا ہے وہ اپنے اثر کے تابع ان کو راہ راست سے بہکا دیتے ہیں۔ یہ خدا کے بندے اگر واقعۃً اللہ کے بندے ہیں تو پھر رمضان کی پہلی رات ان کے اندر ایک عظیم تبدیلی رونما ہوتی ہے، ہر شیطان کے خلاف کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ ہر بے ہودہ خیال کے خلاف اپنی تمام صلاحیتیں استعمال کرتے ہیں اور کسی شیطان، سرکش، گمراہ کرنے والے یا دنیاوی لحاظ سے بڑے انسان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان کی زندگی پر رمضان کے دوران اثر انداز ہو۔

پس رمضان میں ایک اللہ کے بندے کی جو حالت ہے کس طرح وہ خدا کی طرف اپنے آپ کو Withdraw کر دیتا ہے یعنی اللہ کی طرف اپنے آپ کو پیچھے دھکیلتے دھکیلتے اس کی گود میں جا بیٹھتا ہے یہ وہ بندے ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ ایک دروازہ بھی جہنم کا ان پر کھلا نہیں رہتا، کلیۃً ہر دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ 'اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا اور جو آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے'، اب ہر حدیث اپنے حل کے لئے ایک چابی اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ جو فقرہ اب میں نے پڑھا ہے اسی میں اس کی چابی ہے۔ عباد اللہ، عباد الرحمٰن یہ ان لوگوں کی بات ہو رہی ہے۔ چنانچہ فرمایا جو آزاد کئے جاتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔ اب اس میں ایک عظیم الشان خوشخبری ہمارے لئے یہ ہے کہ اگر رمضان کی پہلی رات میں ہم سے ایسا نہیں ہوا تو شر سے، غیر اللہ سے آزادی دلانے کا اعلان ہر رمضان کی رات کو کیا جاتا ہے۔ ہر رمضان کی رات کو اللہ کے فرشتے اترتے ہیں اور یہ اعلان عام کرتے ہیں کہ اے وہ لوگو جو بھی اللہ کے بندے بننا چاہتے ہو، اب بھی شیطان کے شر سے اور اس کی زنجیروں سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو آجاؤ۔ اگر آج تم اللہ کے بندے بننے کا فیصلہ کر دگے تو آج کی رات تمہاری آزادی کی رات ہو گی۔ یہ حدیث ہے جو رمضان کے دوران اور رمضان کی راتوں میں غور کے لئے نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ پس ہر شخص کو، ہر رات کو اپنا محاسبہ کرنا ہو گا کہ یہ رات اس کے لئے آزادی کا پیغام لائی ہے کہ نہیں اور اس کی آزادی کا پیغام اس کے شیطانوں کے جکڑے جانے کا پیغام ہی ہے۔ یعنی مومن کی آزادی اور شیطانوں کا جکڑا جانا یہ بیک وقت ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور بیک وقت اطلاق پاتے ہیں۔

اب یہ حدیث بھی ایسی ہی حدیث ہے جس کا ہر سال رمضان مبارک کے خطبوں میں ذکر تو ہوتا ہے لیکن تمام باتیں آنحضرت ﷺ کی باتیں ہیں اور ہر بات ایک نیا مزہ رکھتی ہے، نئی شان رکھتی ہے اور رمضان کی برکات کو سمجھنے میں اور جن چیزوں سے پرہیز لازم ہے ان کو سمجھنے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے، ان حدیثوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء ہوں گا۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں "قسم ہے اس ذات کی" اللہ کی شان ہے محمدؐ رسول اللہ کی قسم دیکھیں کیسی شان دار قسم ہے، "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے" اس سے بڑی قسم مومن بندے اپنے حق میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہو گی جب روزہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی"۔ یعنی روزے کی جو لذت افطاری کے وقت آتی ہے اس کو روزہ دار ہی جانتا ہے کہ کس قدر مزے کی بات ہے، کیسا دل کشادہ ہو جاتا ہے، فرحت محسوس کرتا ہے پانی کا ایک ایک قطرہ پیارا لگتا ہے۔ لیکن اس کی روح کی لذت تو وہ ہے جب خدا تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی اور اس کی روح کی ساری پیاسیں بجھائی جائیں گی۔

یہ حدیث بہت گہرے معانی پر مشتمل ہے اور روزمرہ کے دستور کو دہرایا گیا ہے کہ روزے کے دوران تمہیں ابتلاء پیش آئیں گے۔ کوئی جھگڑے گا، کوئی زیادتی کرے گا، کوئی سختی سے پیش آئے گا تو تمہیں اس کے سوا کوئی جواب نہیں دینا کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس کے بعد روزہ دار کے منہ کی بو کا ذکر ہو گیا۔ یہ کیوں ہوا۔ اس کا کیا تعلق ہے۔ تعلق یہ ہے کہ جو شدید جھگڑے کے وقت بھی منہ نہیں کھولتا اور غلط باتوں سے پرہیز کرتا ہے، کھانے سے بھی اور پینے سے بھی پرہیز کرتا ہے، اس کا منہ اللہ کی خاطر بند ہے اور جب منہ دیر تک بند رہے تو اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ایک طرف یہ فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ میں روزہ کی خاطر خاموش رہوں گا اور اس خاموشی کے نتیجے میں تمہارے منہ میں جو بدبو سارا دن منہ بند رکھنے سے اور نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اللہ فرماتا ہے وہ مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ پس یہ سارے معاملات ایک دوسرے سے منسلک ہیں، ان میں ربط ہے۔

آنحضرت ﷺ کا کلام باہمی ربط سے پہچانا جاتا ہے اور یہ ربط اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ظاہر ہے یعنی آپ غور کریں گے تو ظاہر ہو گا۔ کیوں میں جزاء بنتا ہوں؟ یہ بحث ہو رہی ہے۔ فرمایا اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ اب مومن تو اپنے منہ کی بو کے متعلق بڑا سخت حساس ہوتا ہے۔ آنحضرت

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

ﷺ کے منہ سے ہمیشہ خوشبو اٹھتی تھی جو پاکیزہ لعاب کے نتیجے میں ایک پاکیزہ خوشبو ہے جس کو خوشبو کی لہریں آپ نہ بھی قرار دیں تو تازہ منہ رکھنے والے کی جو سانس ہے وہ اپنے اندر ایک ایسی مہک رکھتی ہے کہ اسے ایک خوشبو نہ بھی کہیں تو وہی دلپذیر ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کا منہ ہمیشہ اللہ کی خاطر اس طرح صاف رہتا تھا اور بار بار آپؐ صاف کرتے تھے کہ اس سے آپؐ کے پاکیزہ لعاب دہن کے سوا اور کوئی بُو نہیں آیا کرتی تھی۔

پس فرمایا کہ 'جس نے اپنا یہ حال خدا کی خاطر بنالیا ہو' اس سے مجھے لگتا ہے بلکہ یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ میں کتنا پاکیزہ ہوں، میرے منہ میں بھی شاید اس روزہ رکھنے کے نتیجے میں وہ ہلکی سی بو داخل ہو چکی ہو جس سے میں کتنا پرہیز کرتا ہوں کتنا دور بھاگتا ہوں۔ اس لئے میں بے قابو ہو رہا ہوں جذبات سے کہ یہ فقرہ 'جس نے خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا یہ حال بنا رکھا ہے' یہ فقرہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی یاد کو دل میں تازہ کرتا ہے اور کھول کے اس روزہ دار کو سامنے لے آتا ہے جس کے مقدر میں دو خوشیاں ہیں۔ لازماً ایسا روزے دار جب خدا کے رزق پر روزہ کھولتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس کے دل کی کیفیت، اس کے جسم کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ دنیادار اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا اور پھر ہر روز اللہ سے وہ ملاقات کرتا ہے اور روزے کی جزاء ساری اس کو عطا ہوتی ہے ساری فرحتیں عطا کی جاتی ہیں، ساری پاکیزگیاں عطا کی جاتی ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس حدیث نے ہمارے سامنے کھول کے رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کم لوگوں کو خیال آتا ہے کہ یہ اول طور پر آنحضرت ﷺ کا خود اپنے متعلق بیان ہے۔

اب صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہونگے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کردیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جنت کے سات دروازے ہیں ساتوں سب خدا کے ان بندوں کے لئے کھلے ہیں جو ان دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ اور اس موضوع کی اور بھی احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بہت سے رستے ہیں جن کے ذریعے سے مومن ضرور ان رستوں سے داخل ہوگا اس لئے ان احادیث کو ظاہر پر محمول نہ کریں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایک گیٹ سے داخل ہو کر پھر دوسرے گیٹ سے نکل آتا ہے۔ پھر دوسرے گیٹ سے داخل ہوتا ہے پھر نکل آتا ہے۔ پھر تیسرے گیٹ سے داخل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر پرستوں کی لغویات ہیں۔ آنحضرت ﷺ جس کا ذکر فرمارہے ہیں ان کو آپ اس طرح سمجھ لیں کہ سارے دروازے ایک گیٹ کی شکل میں رونما ہو جاتے ہیں۔ ہر نیکی کا دروازہ جس میں سے مومن کو داخل ہونا چاہئے وہ جس دروازے سے داخل ہو اس کے اوپر گویا سب نیکیوں کے لیبل لگے ہونگے اور جو سچا روزے دار ہے خدا کے نزدیک اس کا گیٹ بھی یونہی سجایا جائے گا۔ اگر ظاہری طور پر گیٹ کا تصور ضرور باندھنا ہے تو اس طرح باندھیں لیکن یہ ظاہری تصور نہیں ہے۔ روحانی طور پر انسان اپنی ہر نیکی کی جزاء کو گویا دروازوں کی طرح متمثل ہوتے دیکھے گا۔ لیکن ظاہری گیٹ نہیں ہونگے اس کی روح محسوس کرے گی کہ میری ہر نیکی کی جزاء مجھے دی جارہی ہے اور میں اسی جنت میں داخل ہو رہا ہوں جہاں ایک نیکی بھی نظر انداز نہیں کی گئی۔ اس کے سوا اس حدیث کا کوئی دوسرا مطلب کرنا اس حدیث کے مضمون سے روگردانی ہے۔

اب بعض لوگوں کے لئے تو شاید روزے کا ایک فائدہ ایسا دکھائی دے کہ اس پر وہ ضرور لپکیں کیونکہ انسانی فطرت ہے، انسان کوشش کرتا ہے کہ میرے مال میں برکت پڑے اور اس برکت کی خاطر دیکھیں وہ کتنی بے برکتیاں حاصل کرلیتا ہے یعنی برکت ڈھونڈنے نکلا گھر سے اور سارا دن بے برکتیاں سمیٹ کر اپنی ایک پنجابی میں جس کو "پنڈ" کہتے ہیں "گٹھڑی" مگر جیسا پنڈ کا لفظ ہے ناویسا گٹھڑی میں نہیں مزہ، وہ پنڈ اٹھائے ہوئے بے برکتیوں کی گھر میں داخل ہوتا ہے۔ نکلتا ہے برکت کے لئے لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ روزے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے اموال میں برکت دے گا۔ یہ کیسے ہوگا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

سھل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز، روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے، اب یہ سات سو گنا کا محاورہ یہ چلتا ہے اور اس کی بنیاد قرآن کریم میں بھی ہے اور ویسے ہی سات سو گنا کا لفظ کثرت اموال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہاں جو طریقہ کار ہے وہ غور سے سننے والا ہے۔ کس کے مال میں روزہ برکت ڈالے گا، کس مال میں روزہ برکت ڈالے گا، فرمایا نماز، روزہ اور ذکر اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کئے گئے مال کو بڑھاتا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ آپ نے دنیا میں کوئی تجارت کرنی ہے تو اس میں برکت پڑ رہی ہے۔ خدا کی راہ میں جو مال خرچ کریں گے اس مال میں برکت پڑے گی اور اس طرح روزے دار کے اموال بڑھیں گے۔ اور یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ یہ وعدہ اخروی وعدہ نہیں یا محض اخروی وعدہ نہیں۔ اس دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اموال میں مرنے کے بعد نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی لازماً برکت پڑتی ہے۔ لیکن یہ تجارت اور تجارت ہے، یہ قرضہ حسنہ سے تعلق رکھنے والی تجارت ہے جس کا مضمون میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ پس آپؐ خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں بہت زیادہ تیز ہواؤں سے بھی بڑھ کر تیز ہو جایا کرتے تھے۔ یوں بیان کیا گیا ہے کہ عام ہوائیں جب چلتی ہیں نرم رو وہ جھکڑ میں تبدیل ہو جائیں تو بڑے زور سے تیزی کے ساتھ، نیکیوں میں تیزی یوں محسوس ہو جیسے آپ آج کل ہواؤں میں دیکھ رہے ہیں عام ہوا چل رہی ہے بڑی اچھی اچھی، تیز چل رہی ہے۔ بعض دفعہ اتنے زور سے چلتی ہے کہ آپ کو دھکا پڑتا ہے پیچھے سے۔ تو یہ وہ دھکے والی ہوائیں ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اسلوب سکھاتی ہیں کہ رمضان میں اس طرح خرچ کرو جیسے تمہارے اندر وہ جھکڑ چل پڑیں اور تم خدا کی خاطر خرچ کرتے ہوئے گویا دھکے کھاتے کھاتے آگے بڑھ رہے ہو۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا کروگے تو یاد رکھو تمہارے اموال میں بہت برکت پڑے گی۔ اب اس کے ساتھ وقت ختم ہو رہا ہے۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

☆ ☆ ☆ ☆

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال یکم اگست ۱۹۹۸ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کرسکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط

۱۔ درخواست دہندہ وقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارے میں غور ہو سکے گا۔
۶۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰۔۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔
۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱۵۔جولائی ۱۹۹۸ء تک ارسال کردیں۔

☆ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اُترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆ اُمیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا

اردو: ایک مضمون اور درخواست۔ انگلش: مضمون درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو۔ گرامر۔ انٹرویو: اسلامیات۔ احمدیت۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ۔ تلاوت قرآن پاک۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

دعائے مغفرت

ہماری بڑی سمدھن محترمہ خدیجہ بی بی صاحبہ دختر مرحوم محترم شیخ قاسم داؤد ہریکر صاحب صدر جماعت احمدیہ آف باندہ (ساونت واڑی) کسی قدر لمبی علالت کے بعد بعمر ۷۰ سال مورخہ ۱ر فروری کی درمیانی شب شموگہ میں فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ میں کئی خوبیاں تھیں مرحومہ کے جنت الفردوس میں درجات کی بلندی اور مغفرت کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (حضرت صاحب منڈا سگر ہبلی)

واقفین نو کو حتی الوسع اچھی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن بھی سکھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کابُت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کا زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین نو ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے، اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے"۔ (خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء۔ مرسلہ وکالت وقف نو، ربوہ)

"اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آبھی گئی ہو تو ٹل جائے گی"

محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر قادیان ....

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ء ہمارے لئے بے شمار برکات لئے کئی نشان بھی ہمراہ لایا اسی میں اس صدی کا ایک نشان یہ بھی تھا کہ جلاد کے ہاتھوں سے بچ کر نکلے ایک اسیر راہ مولیٰ محترم الیاس منیر صاحب کو ہم نے اپنے اندر چلتے پھرتے دیکھا جس کو پاکستان کے ایک ڈکٹیٹر نے دو دفعہ پھانسی کا حکم دیا بلکہ دوسری مرتبہ ۱۵ر فروری ۱۹۸۷ء کو اس کے دستخطوں والا حکمنامہ بغیر کسی واسطہ سے سیدھا سنٹرل جیل ساہیوال بھیج دیا گیا جسے پاکر افسران جیل خوش تھے کہ اس کی فوری تعمیل سے انہیں بھی کچھ فائدہ پہنچے گا۔

۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو جامعہ رشدیہ کے ۴۰۔۳۰ ملاؤں نے اپنے طلبہ کے ہمراہ احمدیہ مسجد ساہیوال پر صبح سویرے ۴ بجے حملہ کر کے باہر سے کلمہ طیبہ مٹایا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس نیلے پینٹ کے ساتھ جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے زبردستی اندر گھس کر قرآنی آیات پر بھی برش پھیر رہے تھے کہ خادم مسجد رانا نعیم الدین صاحب کے بار بار وارننگ دیئے جانے پر بھی وہ اپنی اس ذلیل حرکت سے باز نہ آئے تب وہ اپنی لائیسنس شدہ بندوق اٹھا لائے اور ہوائی فائرنگ کئے جس پر مشتعل ہجوم نے ان پر بری طرح سے پتھراؤ شروع کر دیا۔ دوبارہ وارننگ دیکر جب گولی چلائی تو کلمہ مٹانے والے دو افراد وہاں ہی مٹ گئے اس کے بالمقابل ان ملانوں نے ایک نہیں بلکہ کئی جھوٹ بولکر F.I.R میں مربی سلسلہ محترم محمد الیاس منیر صاحب کو گولی چلانے والا بتایا اور اسطرح گیارہ سرکردہ احمدی اشخاص پر دفعہ ۳۰۲ کا مقدمہ قتل قائم کر کے ۷ کو دھوکہ سے بلا کر جیل میں بند کر دیا گیا جس پر گورنر پنجاب محترم غلام جیلانی نے حکم دیا کہ گولی دفاع میں چلائی گئی مقدمہ دفعہ ۳۰۴ کا قائم کریں مگر مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر صدر ضیاء الحق کے سامنے کون بول سکتا تھا جو اپنے ریفرنڈم کو جیتنے کے شوق میں دو کو ہی نہیں بلکہ سبھی سات اسیران کو پھانسی دینے کے خواہاں تھے اور ۱۵ر فروری ۱۹۸۶ء کو ان کا فیصلہ آگیا اور نظر ثانی کی درخواست پر ۱۴ر فروری ۱۹۸۷ء کو پھر پہلے فیصلہ کی سزا کو بڑھا دیا گیا اور فیصلہ ڈائریکٹ جیل بھیج دیا گیا جس پر انہوں نے ہر وہ حربہ جو انسانی دسترس میں تھا ان اسیران پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جیسے ان سے سنگین اور خطرناک مجرم اس دنیائے فانی میں موجود ہی نہ ہو۔۔۔!!

جب یہ خبر باہر نکلی تو دنیائے احمدیت تڑپ اٹھی۔ جیسے حقیقتاً وہ تمام مظالم بذات خود ان کے جسموں پر ہو رہے ہوں۔ مسجدوں میں آہ وزاریاں شروع ہو گئیں۔ صدقات کی غرض سے بکرے ذبح ہونے لگ گئے ہر احمدی گھرانے کے چھوٹے بڑے مرد وزن فکر مند ہو کر اپنے رب کے حضور التجائیں کرنے لگ گئے کہ یاالٰہی یہ پیالہ ٹال دے آخر یہ بے گناہ ہی تو ہیں ان کا کوئی قصور ہے تو صرف اتنا کہ انہوں نے تیرے رسولؐ کے فرمودہ کے مطابق آنے والے امام مہدی کو صدق دل سے مان لیا اور بس۔۔۔

ایسی ہی دعاؤں کے متعلق تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ سخت مخالف حالات میں اللہ تعالیٰ نے پھانسی کا فوری حکمنامہ رکوا دیا جس پر سال پر سال بیتتے چلے گئے دنیا بھر میں احمدیوں کی دعائیں بھی تیز تر ہوتی گئیں یہاں تک کہ امام وقت حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل کی آہیں ایک پیاری سی نظم میں ڈھل کر دنیا میں سنی گئی۔ جس کا آخری شعر یہ تھا۔

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

آخر وہ دن بھی آن ہی پہنچا جب ۱۹۸۳ء کی یادگاری نظم کی التجا بھی پوری ہو ہی گئی کہ۔

اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا ۔ موت آبھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

آخر موت ٹل گئی اور مارچ ۱۹۹۴ء کا وہ بابرکت دن کے اسیران ساہیوال ۱۰ سال جیل میں گزارنے کے بعد رہا ہو کر مرکز احمدیت ربوہ میں پہنچے جہاں حضرت مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مرحوم نے ان کا شاندار استقبال کیا۔

اسی طرح جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۹۴ء میں ان میں سے چار اسیران سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا منظر بھی ہم نے خوب مشاہدہ کیا اور ان کے پانچویں ساتھی کے ساتھ ملاقات تو حضور انور نے ۱۹۹۶ء کے جلسہ سالانہ پر فرمائی اور فرمایا کہ یہ اسیروں کے سردار ہیں جن کا اب بقایا ادا کر تا ہوں۔

دارالامان میں مقیم احباب درویشان قادیان اور ہندوستان بھر میں مقیم سعید احمدی روحوں نے ان اسیروں کیلئے دن رات دعائیں کیں ان سے ملاقات کی خواہش اپنے اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے تھے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آناً فاناً پورا کرنے کے سامان کر دیئے کہ ہمارے پیارے آقا کی اجازت سے ان اسیران میں ایک محترم محمد الیاس منیر صاحب ولد محترم محمد اسماعیل صاحب منیر ناظم تعلیم القرآن ربوہ کو جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ء میں شمولیت کیلئے اجازت مرحمت فرمائی آپ اچانک ۱۵ر دسمبر کی صبح قادیان دارالامان میں پہنچے پھر ہم نے ان کو اپنے اندر گھومتے پھرتے دیکھا کبھی بیت الدعا میں کبھی مسجد مبارک میں تو کبھی مسجد اقصیٰ اور پھر بہشتی مقبرہ میں گویا وہ کئی سالوں کا قرضہ چکا رہے تھے جلسہ سالانہ کے پہلے دن انہوں نے تقریر میں اپنے جذبات کی خوب ترجمانی کی اگلے دن ہم نے ان کو کرسی صدارت پر جلوہ افروز دیکھا تو ہماری خوشی دوبالا ہو گئی ۔ ہم میں سے ہر ایک کی خواہش کہ خدا کرے اس چلتے پھرتے نشان کو بار بار دیکھیں اور بار بار ملیں کو اللہ تعالیٰ نے خوب پورا کیا کئی لوگوں کو خوب موقع ملا کہ بہشتی مقبرہ دعا کیلئے آتے جاتے آپ کو پکڑ لیتے اور اپنا تعارف کرواتے کہ ہم نے بھی تو آپ کیلئے دعائیں کی ہیں ہمیں بھی تو زیارت کا موقع دیں اور وہ تھے کہ اپنی سادگی میں ہر ایک کے سامنے بچھے جا رہے تھے اور اس طرح ہر ایک آپ سے مل کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہا تھا۔ وہ جو ہمارے پیارے آقا کی تحریک دعائے خاص برائے اسیران پر ابل پڑا کرتی تھیں وہ اپنے تایا محترم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کے ہاں مقیم تھے۔ جہاں ایک کونے میں پرالی کے گدے پر آرام کرتے تو ملاقاتیوں کا ہجوم وہاں پر پہنچ جاتا گھر والوں کو بھی ان نئے مہمانوں کی آمد پر خوشی ہوتی اور وہ خوشی خوشی خدمت میں لگ جاتے۔ پھر رات گئے تک گھر والے اور گھر میں مقیم مہمانوں کے ساتھ اپنے واقعات سناتے سناتے سوجاتے کہ تہجد کیلئے جگانے کی آواز پر سب بیدار ہو کر کوئی بیت الدعا کا رخ کرتا تو کوئی مسجد اقصیٰ کا۔

آخر ۲۴ر دسمبر کا دن آن پہنچا جب ہم نے محترم الیاس منیر صاحب کو اپنے بوجھل دلوں کے ساتھ دہلی کیلئے رخصت کیا جہاں سے آپ Air Luftansa کے ذریعہ اپنے مستقر کیلئے پرواز کر گئے۔ یہ دس دن کیسے بیتے پتہ بھی نہیں چلا۔

ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں جس نے ہمارے بھائی کو موت کے منہ سے نکالا پھر اسے جیل سے رہائی بخشی اور ہم بیکسوں کی ملاقات کیلئے یہاں بھجوا دیا اور ہم نے یہ چلتا پھرتا نشان اپنے اندر دیکھا جس پر ہم شاداں و فرحاں ہیں الحمد للہ علی ذالک۔

اس خاندان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں اسیران راہ مولیٰ درویشان قادیان کے ساتھ ساتھ ۳۲ مربیان سلسلہ و ممبر انجمن احمدیہ و نمائندہ تحریک جدید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ محترم الیاس منیر صاحب کے والد محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب ان دنوں ربوہ میں ناظر تعلیم القرآن ہیں آپ بھی جلسہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو دنیا و آخرت میں برکات و ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اعلانِ نکاح و تقریب شادی

☆...... مکرمہ ثروت جہاں صاحبہ بنت مکرم عبد الکریم رضی احمد صاحب مرحوم مونگھیر کا نکاح مکرم فرقان احمد صاحب ابن مکرم ایس ایم عثمان احمد صاحب مرحوم بلاری (بہار) کے ساتھ مبلغ ۲۱۰۰۰ روپے حق مہر پر مورخہ ۹۷۔۱۰۔۵ کو مکرم مولوی اسمٰعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے مونگھیر میں پڑھا۔ اُسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

☆...... عزیزم مکرم فضل عظیم اقبال احمد ابن مکرم عبد الکریم رضی احمد صاحب مرحوم مونگھیر کا نکاح عزیزہ فوزیہ فرح بنت مکرم ایس ایم عثمان احمد صاحب مرحوم بلاری (بہار) کے ساتھ مبلغ ۲۱۰۰۰ ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۹۷۔۱۰۔۷ کو مکرم مولوی اسمٰعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے جمگاؤں میں پڑھا۔ مورخہ ۹۷۔۱۰۔۸ کو عزیزہ کی تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ احباب سے ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(عبد الحکیم غلام احمد آف مونگھیر بہار)

مورخہ ۹۷۔۹۔۲۴ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرم عبد الباسط صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد عبد العلیم صاحب مرحوم خانپور ملکی کا نکاح عزیزہ صوفیہ پروین صاحبہ بنت مکرم شہادت حسین صاحب خانپور ملکی بہار کے ساتھ مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(مظفر احمد ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

اللہ کو حاضر جان کر کہیے

جناب مسعود احمد خان مدیر ایسٹرن نیوز کینیڈا اپنی حالیہ اشاعت (۵ تا ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء) میں لکھتے ہیں:

"اس سال مسی ساگا جیسے چھوٹے سے شہر میں کم از کم پانچ جگہ عید کی نماز ادا کی گئی اور ہر جگہ عید کا انتظام مختلف لوگوں نے کیا۔ صرف ان تمام انتظام کرنے والوں میں ایک قدر مشترک تھی وہ یہ کہ سب کے سب مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھئی! جب آپ سب مسلمان ہیں تو اپنی اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد کیوں بنا رہے ہیں یا دوسرے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ بتلانے والے بتاتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب عاشق رسولؐ ہیں۔ فلاں اہل السنت والجماعت والے ہیں۔ فلاں ہری پگڑی باندھتے ہیں اور فلاں تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی کو مدرسہ بنانا ہے۔ کسی کو مسجد اور کسی کو مسلمان کا قبرستان۔ چلئے حضور بنائیے جو بنانا ہے مگر عیدین کی نماز تو عید گاہ میں کروائیے۔ سب مل کر ...... ایک جگہ نماز عیدین ادا کریں۔ پھر خیال آتا ہے اگر ایسا ہو تو فطرہ کیسے تقسیم کریں، چندہ کون لے گا، صدقے کی رقم کون اکٹھا کرے۔ گویا فطرہ، چندہ اور صدقہ ہم مقتدیوں کو ایک امامت اور عید گاہ میں اکٹھا ہونے سے روک رہا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہر مسجد میں دعا کی جاتی ہے کہ "اے اللہ! مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما"...... چار مولوی آپس میں تو اتحاد رکھ نہیں سکتے۔ مسلمانوں میں اتحاد کی دعا کیوں قبول ہو گی"

(مرسلہ: ہدایت اللہ ہادی ٹورانٹو، کینیڈا)

جلسہ سالانہ قادیان

مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی اہم اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ :۔

"صرف طلب علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کیلئے یہ جلسہ تجویز کیا ہے"

(اشتہار ۷ ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

گویا جس مبارک جلسہ کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنیاد ڈالی ہے اُس کے تین اہم مقاصد ہیں۔

ا۔ پہلا مقصد حصول علم ہے۔ بنیادی طور پر علم کی دو ہی اقسام ہیں ایک علم الأبدان اور دوسرا علم الأدیان۔ یعنی سائنس کا علم اور دینیات کا علم۔ دُنیا کے سارے علوم انہی دو قسم کے علوم کے گرد گھوم رہے ہیں۔ چونکہ ہمارا جلسہ محض للّٰہی اور دینی اجتماع ہوتا ہے اس لئے زیادہ تر دینیات کے علم پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اور دینیات میں انسانیت' اخلاقیات۔ روحانیت اور آخرت وغیرہ اہم پہلوؤں کو خاص طور پر اجاگر کیا جاتا ہے۔ نیز سائنس کے ساتھ دینیات اور الٰہیات کی ہم آہنگی پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"اس جلسہ میں ایسے حقائق سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں۔"

(رسالہ آسمانی فیصلہ)

لہٰذا تین روزہ اجلاسات کی تقاریر میں کوشش کی جاتی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اہم علوم کے خلاصے بیان کئے جائیں بلکہ ان کے عملی پہلوؤں کو ایمان افروز مثالوں کے ساتھ بطور ثبوت پیش کر کے حاضرین جلسہ میں از دیاد علم وایمان کے ساتھ قوت عمل بھی پیدا کی جائے۔ حاضرین جلسہ کو یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ قوت فکر اور قوت عمل کو ترقی دینے کیلئے سب سے اہم خطابات حضرت امام جماعت احمدیہ کے ہوتے ہیں جو آج کل بفضلہ تعالیٰ سیٹلائٹ کے ذریعے M.T.A پر براہ راست نشر ہوتے ہیں۔

ہو سکتا ہے اس سے بعض احباب کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہو کہ پھر تو اپنی اپنی جگہ گھر بیٹھے بھی ڈش انٹینا کے ذریعے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کو سنا اور دیکھا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ مقام جلسہ پر حاضر ہوا جائے۔ یہ خیال اس لئے درست نہیں کہ دیگر دو اہم مقاصد جن کی کچھ تفصیل آگے آ رہی ہے ان کے حصول کیلئے اس بابرکت سفر کا اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دو اہم مقاصد گھر بیٹھے حاصل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس سے انکار نہیں کہ جو سفر سے مجبور ہیں وہ گھر بیٹھے M.T.A کی نعمت سے استفادہ کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی دیگر برکات میں نیتاً شامل ہو کر دعاؤں اور فیوض سے حصہ پا سکتے ہیں۔

۲۔ دوسرا اہم مقصد جس کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ ہے "مشورہ امداد اسلام" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بابرکت اجتماع میں دین اسلام کی اشاعت وترقی کے بارہ میں مشورے ہوں گے اہم فیصلے کئے جائیں گے اور ان پر عملدر آمد کرنے کیلئے عزم اور دُعائیں ہوں گی۔ یہ مقصد نمایاں طور پر مجلس شوریٰ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے قادیان کے جلسہ سالانہ کے معاً بعد منعقد کی جاتی ہے۔ جماعتوں سے نمائندے منتخب کر کے اس شوریٰ کیلئے بھجوائے جاتے ہیں (اسی طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کے معاً بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں انٹرنیشنل شوریٰ کا انعقاد عمل میں آتا ہے)

۳۔ جلسہ سالانہ کے انعقاد کا تیسرا اہم مقصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ملاقات اخوان" بیان فرمایا ہے۔ یعنی بھائیوں سے ملاقات۔ اس کی مزید وضاحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل ارشاد سے ہوتی ہے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا"۔

(رسالہ "آسمانی فیصلہ")

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت رسول اکرم ﷺ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں جس پاک جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے اور جو بین الاقوامی اور عالمی اخوت کی بناء ڈالی گئی ہے اُس کے روح پرور نظارے خاص طور پر جلسہ سالانہ کے اجتماع میں نظر آتے ہیں۔ جہاں شرق و غرب' خشکی اور تری کے علاقوں کے باشندے مختلف رنگ و نسل مختلف بولیاں بولنے والے اس طرح باہم ملتے اور روحانی لطف اُٹھاتے ہیں جیسے آپس میں سگے بھائی ہوں۔

پھر سب سے بڑھ کر جلسہ سالانہ میں شمولیت کی جو برکت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعائیں ہیں جو شرکاء جلسہ کے حق میں آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور کی ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :۔

"بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں' خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات و اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے اور اُن کے ہم و غم دور فرمائے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔"

(اشتہار ۷ ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک ملک میں ہر سال سالانہ جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور ان جلسوں کی برکات پوری دنیا پر محیط ہو رہی ہیں۔ لیکن ایک وہ مرکزی جلسہ سالانہ جو خلیفۂ وقت کی بابرکت موجودگی میں برطانیہ میں ہر سال منعقد ہو رہا ہے اور دوسرا قادیان کا وہ جلسہ سالانہ جس میں اگر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شرکت نہ بھی فرما سکیں تو اپنے روح پرور افتتاحی و اختتامی خطابات سے حاضرین جلسہ قادیان کی معرفت پوری دنیا کے احمدیوں کو فیضیاب فرماتے ہیں' یہ دونوں جلسے اپنی اپنی کیفیت اور خصوصیت کے لحاظ سے انفرادیت اور اہمیت کے حامل ہیں۔

قادیان کے جلسہ سالانہ میں احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک کے احباب کی شمولیت کا اشتیاق یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُنہیں مرکز احمدیت قادیان دارالامان کی مقدس سرزمین سے کس قدر وابستگی اور محبت ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ پاک سرزمین مامور زمانہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مولد۔ مسکن اور مدفن ہے۔ یہاں وہ بابرکت مقامات ہیں جہاں خدا کے روشن نشانات ظاہر ہوئے۔ پس کس کی خواہش نہیں ہوگی کہ وہ قادیان دارالامان پہنچ کر بہشتی مقبرہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر حضرت رسول کریم ﷺ کا سلام پہنچائے۔ وہ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ دیکھیں اور نمازیں پڑھیں جہاں حضرت امام الزمان علیہ السلام نے نمازیں پڑھیں پھر بیت الدعا۔ بیت الریاضت ۔ بیت الفکر۔ اور الدار کے دیگر شعائر اللہ کی زیارت کریں اور دُعائیں کریں۔ ہاں ان تمام برکتوں کے حصوں کیلئے اس للّٰہی سفر کو اختیار کرنا پڑے گا۔ سفر تو انسان کی زندگی میں آئے دن پیش آتے ہی رہتے ہیں کوئی شادی کیلئے سفر پر جا رہا ہے تو کوئی تجارت کے سلسلہ میں دورہ پر ہے۔ کوئی اپنے عزیز و اقارب کی ملاقات کی غرض سے عازم سفر ہے تو کوئی دنیوی تعلیم یا ملازمت یا علاج وغیرہ کے سلسلہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا ہوتا ہے غرضیکہ جب تک ایک انسان عدم کے سفر پر روانہ نہیں ہو جاتا تب تک دنیا کے یہ ہنگامے کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتے لیکن کتنا مبارک ہے وہ سفر جو محض للہ اور دینی اغراض کے تحت اختیار کیا جائے۔ جنہوں نے اب تک یہ مبارک سفر اختیار نہیں کیا۔ یا لمبے عرصہ سے اس مبارک جلسے میں حاضری سے محروم رہے جا رہے ہیں۔ اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ دُنیا کے بکھیڑے کب اپنی خوشی سے آپ کو اجازت دے سکتے ہیں۔ آپ کو خود ہی فرصت نکالنی ہوگی۔ اس کیلئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ابھی سے اس مبارک سفر کی نیت کر لی جائے اور اس ارادہ کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں شروع کر دی جائیں۔ دوسرا یہ کہ دیگر ضروری تدابیر شروع کر دی جائیں۔ مثلاً ملازمت پیشہ افراد کو رخصتوں کا انتظام کرنا ہوگا اور نسبتاً کم مالی استطاعت رکھنے والے احباب کو ابھی سے اخراجات سفر کیلئے سرمایہ جمع کرنے کی فکر کرنا ہوگا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے ہی احباب کیلئے رہنمائی کرتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی ہوئی ہے کہ :۔

"کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کیلئے جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسر آجائے گا گویا سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ)

۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ میں جب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لائے تھے' پچیس ہزار کے قریب احباب قادیان تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد سے ہر سال تعداد میں غیر معمولی کمی ہو رہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو مبائعین کی حاضری میں سال بہ سال اضافہ ہو رہا ہے لیکن پرانے احباب اس جلسہ کی برکات سے استفادہ کرنے میں غفلت برت رہے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ قادیان کی حاضری پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۸ء کے جلسہ سالانہ قادیان کیلئے پندرہ ہزار حاضری کا ٹارگٹ مقرر فرمایا ہے۔

لہٰذا احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور قادیان دارالامان کی مخصوص برکات کی یاد دہانی کراتے ہوئے گزارش کی جاتی ہے کہ اس سال کا جلسہ سالانہ جو حضور انور کی منظوری سے انشاء اللہ ۵ تا ۷ ر دسمبر ۹۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا' اسمیں شرکت کیلئے ابھی سے نیت اور عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرما دیں۔ نیز اپنے ساتھ زیر تبلیغ اور نو مبائعین احباب کو بھی لانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح بیرون ممالک کے احباب سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ حسب توفیق قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر قادیان دارالامان کے مقامات مقدسہ اور شعائر اللہ کی زیارت اور اس کی برکات وفیوض سے استفادہ کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

بقیہ : ہومیوپیتھی

ساتھ اسہال بھی ہوں' پنڈلیوں اور پاؤں کے تلوؤں میں تشنج' پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے ہوں تو سٹرونشیم کارب سے افاقہ ہوگا۔

سٹرونشیم کارب میں مریض کی بھوک ختم ہو جاتی ہے' وہ گوشت سے شدید نفرت کرتا ہے' کھانے میں مزہ نہیں آتا' رات کے وقت اسہال کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

سر درد گردن کے پچھلے حصہ سے شروع ہو کر سارے سر میں پھیل جاتا ہے' آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور کمی کی رفتار بھی بہت آہستہ ہوتی ہے۔

سٹرونشیم کارب کی تکلیفیں موسم کی تبدیلی اور خاموش رہنے سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ مریض سردی بالکل برداشت نہیں کر سکتا۔

اخبار بدر میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں
(مینجر)

اٹلی میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے اعزاز میں

ایک یادگاری تقریب

اٹلی میں فزکس کی دنیا کے مشہور و معروف مرکز "انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" کی جانب سے ۱۹/ نومبر سے ۲۲/ نومبر ۱۹۹۷ء ایک سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا کے معروف سائنسدانوں نے اپنے مقالے پڑھے۔ اس موقع پر کانفرنس کا ایک دن "عبدالسلام یادگاری دن" کے طور پر بھی مخصوص کیا گیا جس میں انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر Migual Virasoro نے یہ تجویز پیش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے سب سے موزوں بات یہ ہوگی کہ ہم اس ادارہ کو عبدالسلام کے نام سے منسوب کر کے اس کا نام "عبدالسلام انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" رکھیں۔ چنانچہ اس تجویز کا تمام مندوبین کی طرف سے پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

اس موقع پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی پروفیسر M.A.Virasoro نے خاص پیغام کی درخواست کی تھی جسے حضور نے منظور فرمایا۔ اور یہ خصوصی پیغام ۲۱/ نومبر کو عبدالسلام یادگاری دن کے موقع پر مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بیٹے مکرم احمد سلام نے پڑھ کر سنایا۔ (حضور ایدہ اللہ کے پیغام کا مکمل متن اور اس کا اردو میں مفہوم الگ شائع کیا جا رہا ہے)۔ اس تقریب میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے خاندان کے سبھی افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ اسی شام اس تقریب کے شایان شان Adriatico Guesthouse میں ایک ڈنر کا بھی اہتمام تھا۔

اس یادگاری تقریب میں پروفیسر Virasoro نے کہا کہ ایسے عظیم انسان کے لئے یہی سب سے موزوں خراج عقیدت ہے جبکہ ڈاکٹر سلام مرکز کے بانی بھی تھے اور ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر سلام نے ہی یہ تجویز پیش کی تھی کہ تیسری دنیا کے طبیعات کے ماہرین کے لئے ایک علیحدہ ادارہ ہونا چاہئے جو مغربی اور مشرقی دنیا کے جدید سائنس دانوں سے روابط رکھ سکے۔ اس وقت یہ ادارہ ۸۰ فیصد ترقی یافتہ ممالک کے سائنس دانوں کے لئے ۷۰ ہزار مطالعاتی دوروں کی کفالت بہم پہنچا چکا ہے تاکہ وہ ترقی یافتہ ملکوں کے ہم عصر سائنس دانوں کے شانہ بشانہ چل سکیں۔ اس بارے میں اس مرکز سے ہزارہا کی تعداد میں مقالے اور سائنسی رپورٹس منظر عام پر آ چکی ہیں۔

البانیہ کے صدر پروفیسر Rexhep Meidani نے جو خود بھی ایک معروف ماہر طبیعات ہیں اور انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس میں ریسرچ سکالر رہ چکے ہیں کہا کہ عبدالسلام نے غیر ترقی یافتہ ملکوں کے غریب سائنس دانوں کو اعزاز اور وقار دے کر جو عظیم کام کیا ہے اس سے وہ بلاشبہ تیسری دنیا کے ہیرو ہیں۔

حکومت اٹلی کے نمائندے نے کہا کہ یہ مرکز حکومت اٹلی، انٹر نیشنل انرجی ایجنسی (IAEA) اور اقوام متحدہ کے تعلیمی سائنسی اور کلچرل ادارے (UNES-CO) کے اشتراک سے کام کر رہا ہے جس کے لئے حکومت اٹلی اور City of Trieste کی جانب سے ۲۰ ملین ڈالرز کا عطیہ ملتا ہے جو کل بجٹ کا ۸۰ فیصد ہے۔ انہوں نے کہا ہم اس ادارہ پر فخر کرتے ہیں اور اس کی کارکردگی پر مکمل طور پر مطمئن ہیں۔ انہوں نے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ تیسری دنیا کے سائنس دانوں اور بین الاقوامی فزکس برادری کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دینے والے اس ادارہ کی اسی طرح بھرپور اعانت کرتے رہیں گے۔

ڈائریکٹر جنرل IAEA جناب Hans Blix نے اس ادارہ کے نام کو عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنے کی تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ اس ادارہ کے UNESCO کی زیر نگرانی آنے سے ۳۰ سال پہلے IAEA کا ادارہ اس کی معاونت میں شامل تھا۔ انہوں نے عبدالسلام کو اپنے ہم عصر سائنس دانوں میں ممتاز شخصیت اور امن کا خادم قرار دیا۔ انہوں نے کہا عبدالسلام نے اس مرکز کے منشور میں نمایاں اضافہ کیا۔ نظریاتی سائنس کے ساتھ ساتھ اس کے عملی حصوں مثلاً کمپیوٹرز، لیزرز، جیو فزکس اور میٹریل سائنس کے مضامین کو بھی شامل کیا۔

Dr.A.Badran ڈپٹی ڈائریکٹر یونیسکو نے کہا کہ عبدالسلام نے تیسری دنیا کے سائنس دانوں کو بہت سے نئے راستے دکھائے جس کی وجہ سے غیر ترقی یافتہ ملکوں میں ان کی خدمات آئندہ آنے والی کئی دہائیوں میں یاد رہیں گی۔

ویت نام کے پروفیسر Van Hieu نے کہا کہ ویت نام میں سائنس کی حمایت میں جو کام عبدالسلام نے کیا اس کی قدر شناسی کے طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہنوئی Hanoi میں "سلام سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" کا ادارہ قائم کیا جائے۔

پروفیسر Lydia Makhubu جو Third World Organisation for Women in Science کی صدر ہیں انہوں نے بتایا کہ کس طرح عبدالسلام نے سائنس دان عورتوں کو ریسرچ کے میدان میں ڈالا۔ اور سائنس ریسرچ کی دنیا میں عورت کے عظیم کردار کو ہمیشہ سراہا۔

پروفیسر J.Ziman جو ڈاکٹر سلام کے بہت قریب رہ کر انگلستان میں کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سلام صرف تیسری دنیا کے لئے ہی قابل فخر نہیں تھے۔ بلکہ وہ فزکس کی عام دنیا کے لئے بھی قابل احترام تھے۔ اور انہیں اس صدی کا عظیم سائنسدان اور اس دور کا آئین سٹائن کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر سلام کو اپنے لئے نوبل انعام کی ضرورت نہیں تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ غیر ترقی یافتہ ممالک کی عزت نفس اور خود اعتمادی بحال ہو اور اس میں اضافہ ہو۔

پاکستان کے سابق چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن، ڈاکٹر منیر احمد خان نے کہا کہ سلام ایسے کشف بین انسان تھے جو نئے نئے ادارے تشکیل کیا کرتے تھے۔ وہ ایک ایسے محب وطن تھے کہ جنہوں نے اپنے ملک کی جی بھر کر خدمت کی۔ تیسری دنیا کے ایسے خدمت گزار تھے کہ جس نے تیسری دنیا کے سائنس دانوں میں نئی نئی امیدوں، ولولوں اور امنگوں کی روح پھونک دی۔ اس لحاظ سے وہ اس صدی کے سائنس دانوں کے قائد تھے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ سلام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ۱۴ سال تک سرگرم رکن رہے۔ اور کمیشن کے مختلف منصوبوں کی رہنمائی، ترقی اور تکمیل میں گرانقدر کام کیا۔ جس میں Pinstec اور Kanupp کے منصوبے شامل ہیں۔

ڈاکٹر سلام نے جب صدر ایوب خان سے کہا کہ مجھے ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے نہ کہ امریکن قرضے کی۔ اس کے نتیجے میں صدر کینیڈی نے Revelle Commis-sion پاکستان بھجوایا تاکہ وہ پانی کی نکاسی اور سکیم کا جائزہ لے سکے۔ Surparco کے ادارہ کا قیام بھی ڈاکٹر سلام کا مرہون منت ہے جہاں سے سائنس دانوں کو تربیت پانے کے مواقع حاصل ہوئے۔ جنہوں نے بعد میں جا کر تحقیق و ترقی کے اداروں میں اور ملک کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ مرتبے حاصل کئے۔ ڈاکٹر منیر خان نے کہا کہ ہم، جنہوں نے سائنس کی دنیا کو کھو دیا تھا، ڈاکٹر سلام ہمارے لئے ایسا دریچہ ثابت ہوئے جہاں سے ہم نے سائنس کی نئی دنیا دیکھنے کی صلاحیت حاصل کی۔

پروفیسر Pervez Hoodbhoy نے کہا کہ پروفیسر سلام کو دنیا بھر میں عزت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ہر مسلمان ملک ان پر فخر کرتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سلام نے اپنے ملک پاکستان میں انتہائی اذیت اٹھائی۔ اور احمدیہ جماعت کا فرد ہونے کی وجہ سے عناد اور امتیازی سلوک کا شکار ہوئے۔ اس وقت جب پاکستان انہیں بھول گیا تھا ساری دنیا انہیں قدر و منزلت سے نواز رہی تھی۔

پروفیسر M.A.Virasoro کے نام ایک پیغام میں جناب محمد نواز شریف وزیر اعظم اسلامک ریپبلک آف پاکستان نے کہا کہ مجھے یہ جان کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کی مجلس منتظمہ کو حکومت اٹلی کا تعاون حاصل ہے۔ اور انٹر نیشنل اٹامک انرجی ایجنسی اور یونیسکو کے مشترکہ فیصلہ سے اس ادارہ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ جناب وزیر اعظم نے کہا کہ یہ عظیم مرکز نہ صرف ان کے لئے باعث اعزاز ہے بلکہ یہ پاکستان کے لئے بھی اسی طرح عزت افزائی کا موجب ہے۔ ڈاکٹر سلام، دنیا کے بلند مرتبہ سائنس دان تھے جنہوں نے ۳۰ سال پہلے اس ادارہ کو قائم کیا۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ وہ واحد پاکستانی ہیں جو نوبل انعام یافتہ ہیں۔ انہوں نے صدر پاکستان کے سائنسی مشیر کی حیثیت میں ۱۴ سال تک ملک کی گرانقدر خدمت سرانجام دی۔ ICTP کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے نہ صرف انہوں نے عالمی فزکس برادری کی خدمت کی بلکہ انہوں نے تیسری دنیا کے سائنسدانوں کی تربیت و رہنمائی کا مؤثر اہتمام کیا۔ انہوں نے علم کی حدود میں وسعت پیدا کی اور اپنی صلاحیتوں سے دنیا بھر میں سائنس کی ترویج میں غیر معمولی کام کیا۔ وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس مرکز کا نیا نام دنیا بھر کے نئے سائنس دانوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ (بشیرالدین احمد سامی)

بستان احمد گھانا میں
عید کا بڑا اجتماع

گھانا میں عید الفطر ۲/ جنوری کو منائی گئی۔ اس روز گورنمنٹ نے عام تعطیل کا اعلان کیا چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی عید کا فیض حاصل کیا۔ جماعت احمدیہ کا عید الفطر کا ایک بڑا اجتماع "بستان احمد" میں ہوا۔ ملک کے نیشنل ٹی وی اور ریڈیو نے عید الفطر کی مناسبت سے خصوصی پروگرام نشر کئے۔ جن میں خاص طور پر جماعت احمدیہ مسلمہ کے متعلق پروگرام نمایاں تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر پر مشتمل احمدیہ نغمات احمدیہ سیکنڈری سکول Potsin کے متعلق ایک دستاویزی پروگرام 'بستان احمد میں نماز عید کی ادائیگی کے مناظر بھی شامل تھے۔ بستان احمد میں عید کے بعد خوشی کے اس موقع پر فٹ بال والی بال۔ ٹیبل ٹینس اور بچوں کی مختلف کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے۔ اور یوں یہ دن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت خوشی اور مسرت کے ماحول میں منایا گیا۔

دعائے مغفرت

افسوس کہ محترم نذیر احمد صاحب قریشی مرحوم کی اہلیہ محترمہ جو تیماپور کی سابقہ صدر بھی تھیں مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۹۸۔۱۲۔۴ کو فوت ہوگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور احمدیت سے انہیں دلی وابستگی تھی مرحومہ کی بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(قریشی عبدالحکیم سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ بنگلور)

محترم مولوی نورالدین صاحب وکیل قاضی جماعت احمدیہ حیدر آباد و یادگیر مورخہ ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح ۷ بجے بعمر ۷۸ سال اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نہایت مخلص۔ سلسلہ کے فدائی بے لوث خدمت کا جذبہ رکھنے والے باوقار اور پر اثر شخصیت کے مالک تھے۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.

19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR

&

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

منقولات

۳۰ لاکھ افراد کا کفر ایک لمحہ فکریہ

قادیانیت کا سیلاب آئندہ چند برسوں میں ساری دنیا کو بہا لے جائیگا

مرسلہ: محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

"چند روز قبل اپنے بعض (قادیانی) دوستوں کے ساتھ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) ان کے امام مرزا طاہر احمد صاحب کا خطاب بذریعہ سیٹلائٹ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مرزا نے اپنے خطاب میں بہت سی باتیں ایسی بیان کی ہیں جو ہم سب کیلئے لمحۂ فکریہ ہیں۔ مرزا کے خطاب کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنا مقصود ہے۔

راقم الحروف نے ۱۹۷۴ء میں ابھی کچھ کچھ ہوش سنبھالا تھا اور انہی دنوں یہ بات بڑے زور سے سنی تھی کہ "قادیانی" کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس مسئلے کو لے ان دنوں کافی مار دھاڑ بھی ہوئی۔ صرف گوجرانوالہ میں ہی ۷ قادیانیوں کو مسلمانوں نے بڑی بے دردی سے قتل کیا اور ان کی لاشوں کی بے حرمتی بھی کی۔ علاوہ ازیں ملک بھر میں قادیانیوں کا وسیع پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا لیکن جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ تھی کہ اب قادیانی فرقہ ہمارے ملک سے ختم ہو جائے گا۔

ہم لوگ اس بات کو بھول بھال گئے کہ اچانک ایک مرتبہ پھر قادیانیوں کے حوالے سے ضیاء الحق مرحوم کا آرڈیننس ملک کے طول و عرض میں موضوع گفتگو بن گیا۔ یہ دور میری ذہنی پختگی کا دور تھا۔ اس لئے ماحول میں ہونے والے واقعات کا تجزیہ کرنے کے لائق ہو چکا تھا۔ ضیاء الحق نے قادیانی جماعت کو کینسر قرار دے کر پاکستان کی سرزمین کو اس بیماری سے نجات دلانے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ اسی صدارتی حکم نامے کے بعد مرزا طاہر احمد ملک سے فرار ہو گئے کیونکہ ضیاء الحق مرحوم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی طرح مرزا صاحب کو بھی ایک آدمی اسلم قریشی کے قتل میں ملوث کر کے پھانسی دینا چاہتے تھے اور ان کا یہ ارادہ بعض قریبی ذرائع سے منظر عام پر آیا کہ "اگر بھٹو کو نواب محمد احمد خان کے والد کے قتل پر سزائے موت ہو سکتی ہے تو مرزا طاہر کو اسلم قریشی کے قتل میں پھانسی کیوں نہیں دی جا سکتی۔" تعجب ہے کہ وہ (مقتول) اسلم قریشی زندہ سلامت منظر عام پر آ گیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن نے اس کی گمشدگی اور برآمدگی کے متعلق اس کا اپنا انٹرویو نشر کیا اور یہ سارا ڈرامہ اپنے بدانجام کو پہنچ گیا۔

ہمارے علماء اسی اسلم قریشی کے قتل پر بھری مجلسوں میں منبروں پر چڑھ چڑھ کر حلف اٹھا رہے تھے جو آج بھی زندہ ہیں۔ بعض علماء تو یہاں تک پہنچ گئے کہ اگر مرزا طاہر اسلم قریشی کا قاتل ثابت نہ ہوا تو ہمیں سزائے موت دے دی جائے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ قادیانیوں کے قتل کو مباح (حلال) قرار دیا گیا مگر یہ ختم نہ ہوئے۔ قتل کے جھوٹے ڈرامے رچائے گئے لیکن بے کار۔ ان سب کوششوں کے باوجود یہ بات سامنے آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سربراہ بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے "چشم عالم نے یہ نظارہ آج سے قبل نہیں دیکھا کہ ۳۰ لاکھ افراد ایک سال میں کسی مذہب میں داخل ہوئے ہوں۔

ہمارے معاشرے سے دن بدن امن اٹھ رہا ہے۔ بے حیائی اور گناہ زوروں پر پل رہا ہے۔ رشوت، غبن اور فراڈ ہمارے ماتھے پر کلنک ہیں، بڑوں بڑوں کے گند کھل کر سامنے آ رہے ہیں، نائٹ کلب، فیشن شو، ویڈیو اور ڈش کی تباہ کاریاں اخلاقی اقدار کو کچلے جا رہی ہیں۔ اور ہمارے محترم علماء آپس میں دست و گریباں ہیں۔ عوام سے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کا برطانیہ میں صفایا کر آئے ہیں۔ یہ اچھا صفایا ہے کہ ہر سال (گمراہ) ہونے والوں کی تعداد دوگنا ہو جاتی ہے۔

مستزاد یہ کہ مرزا صاحب نے یہ بھی اعلان کیا کہ حج کے دوران جو آگ مٹی میں لگی اور ہزاروں حاجی اس کی لپیٹ میں آ گئے یہ بھی ان کے مباہلے کا نتیجہ ہے۔ اور یہ گواہیاں ملی ہیں کہ بعض مولوی حضرات نے خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر یہ دعا مانگی تھی کہ اے خداوند کریم اگر ہم سچے ہیں تو قادیانیوں کو برباد کر دے اور اگر قادیانی سچے ہیں تو ہم پر اپنا غضب نازل فرما۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ اس مولوی کی دُعا قبول ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے فیصلہ قادیانیت کے حق میں ظاہر فرما دیا کیا یہ ممکن ہے؟ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہمیں سوچنا ہو گا۔ اور اگر یہ واقعہ درست نہ بھی ہو تو ایک دوسرا پہلو اس سے بھی زیادہ فکر انگیز ہے اور وہ یہ کہ قادیانی امام ۱۹۸۸ء سے آج تک مباہلہ کے میدان میں کھڑا للکار رہا ہے اور ایک طرح سے اپنا معاملہ خدا کی بارگاہ میں پیش کر کے فیصلہ کا طلب گار ہے۔ قادیانیوں کی روز افزوں ترقی، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا میلان بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف کھڑا ہے کیونکہ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ساری امت ایک طرف، اور ایک چھوٹی سی جماعت دوسری طرف۔ تیل کی دولت، حکومتوں کا ساتھ، سواد اعظم کا دعویٰ، نتیجہ صفر۔ (کفر) پھیلتا جا رہا ہے اور یہ (مسلمان) دن بدن اخلاقی، روحانی، مالی اور دینی انحطاط کا شکار۔ آخر کیوں؟

اگر یہ ساری طاقتیں اور وسائل قادیانیت کا مقابلہ کرنے اور اسے ختم کرنے کیلئے ناکافی ہیں تو پھر ہم سب بارگاہ الٰہی میں گر کیوں نہیں جاتے۔ اس کے مقابل پر ہر مسجد سے یہ اعلان کیوں نہیں ہوتا کہ فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کیلئے ساری امت راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے کہ اے خدا تو نے ہمیں سارے وسائل عطا کئے لیکن ہم آپس کے اختلافات اور اپنی کمزوری ایمان کے باعث اس (فتنہ) کو کچلنے میں ناکام رہے ہیں۔ اے خدا تو تو جانتا ہے کہ قادیانی جھوٹے ہیں اس لئے ہم دردمندانہ دُعا کرتے ہیں کہ تو ان کی پشت پناہی اور تائید چھوڑ کر انہیں ذلیل و رسوا کر دے اور ہمیں ان پستیوں سے نکال جن میں گرے ہوئے ہیں۔

میری علماء اور دردمند دل رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس میدان میں نکلیں اور خدا تعالیٰ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا واسطہ دے کر اس سے دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مٹھی بھر گروہ کے خلاف ہماری مدد فرمائے۔ اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر غور اور عمل نہ کیا تو جس رفتار سے قادیانیت کا سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری دنیا کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی بہا لے جائے گا"۔

(ماہنامہ "دفاع" کراچی۔ اگست ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۰)

(بشکریہ الفضل لندن ۹۸-۲-۲۷)

مولانا اشرف علی تھانوی
مرزا غلام احمد قادیانی کی دہلیز پر

جناب محمد افضل شاہد "ماہنامہ القول السدید" میں رقم طراز ہیں مجھے دیوبندی مکتب فکر کی تنظیم عالمی "مجلس ختم نبوت" کے طرز عمل پر حیرت ہے۔ ایک طرف تو وہ قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور قادیانیوں کا ایک ہی علاج "الجہاد الجہاد" کے اسٹکر چھاپ کر جگہ جگہ چسپاں کر رہے ہیں جس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن دوسری طرف مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" دیوبندی ہی شائع کر کے عوام تک پہنچا رہے ہیں جس میں مرزا غلام احمد کی کتاب سے عبارتیں چوری کر کے نقل کی گئی ہیں۔ دیوبندی ذریّت قادیانی تحریروں سے بذریعہ تھانوی صاحب مستفیض ہو رہی ہے اور اس پر تنظیم خاموش ہے کہیں "چور مچائے شور" والا معاملہ تو نہیں ہے بظاہر "الجہاد الجہاد" اور اندر سے "اتحاد اتحاد" تو نہیں ہے اس وقت میری نگاہوں کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وہ اسٹکر آ رہا ہے جو جگہ جگہ چسپاں کیا گیا ہے اس پر یہ الفاظ درج ہیں :-

"اے مسلمان جب تو کسی مرزائی سے ملتا ہے تو گنبد خضراء میں دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دکھتا ہے۔"

میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ "جب تمہارا حکیم و مجدد تھانوی، قادیانی کی کتاب کے صفحے در صفحے چوری کر رہا ہو گا تو اس وقت پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی۔"

جامعہ اشرفیہ کے مفتی صاحب (میرے سوال کے جواب میں) لکھتے ہیں :-

"دھوکہ دہی گناہ ہو گا اور سزا دینا تو حکومت کا کام ہے نہ کہ عوام کا۔"

نوٹ : سردست تو میں نے اپنے اس مضمون میں صرف ایک کتاب سے چوری شدہ عبارتوں کی نشاندہی کی ہے لیکن اشرف علی تھانوی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی چار پانچ اور کتابوں سے بھی عبارتیں چوری کی ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب وہ بھی پیش کی جائیں گی۔"

(مضمون جناب محمد افضل شاہد، ماہنامہ القول السدید، ادارہ غوثیہ رضویہ، پاکستان مئی ۱۹۹۲ء صفحہ ۸۶)

(مرسلہ :- آصف اقبال منہاس Ortenberg)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516 | 01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, 19th March 1998 | ISSUE NO.- 12

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب ''ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل'' سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر **61**)

سٹیفی سیگریا

STAPHY SAGRIA

(Stavesacre)

سٹیفی سیگریا ایک پودے کے بیجوں سے تیار کی جانے والی دوا ہے۔ اس پودے کے پتے انگور کی بیل کے مشابہ ہوتے ہیں جس پر کاسی اور نیلے رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے ہی اس کے پھل کو کئی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ قے لانے اور معدہ کی صفائی کے علاوہ بیرونی طور پر موہکوں، خارش اور جوئیں مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ہومیوپیتھی میں اس کے بیجوں سے دوا تیار کی جاتی ہے جو سٹیفی سیگریا کہلاتی ہے۔

سٹیفی سیگریا ایک بہت ہی اہم دوا ہے کیونکہ اس کا اعصاب سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر اس کے مریض کی شناخت ہو جائے تو بہت سے ایسے مرض جو قابو میں نہیں آتے وہ اس دوا سے قابو آسکتے ہیں۔ سٹیفی سیگریا ایسے مریض کی دوا ہے جو بہت حساس اور شائستہ مزاج بھی ہوتا ہے۔ بعض حساس لوگ اپنے غصہ کا ایک دم اظہار کر دیتے ہیں اور مدمقابل پر برس پڑتے ہیں۔ کچھ لوگ جنہیں غصہ آئے تو برداشت کر جاتے ہیں۔ بعض زودحِس اور نازک مزاج عورتیں غصہ کی حالت میں گنگ ہو جاتی ہیں، ایک لفظ نہیں بول سکتیں لیکن بعد میں سر درد اور شدید بےچینی شروع ہو جاتی ہے۔ دوچار دن سخت افسردہ رہتی ہیں۔ ایسے مریضوں کی بعض جسمانی بیماریاں مستقل ہو جاتی ہیں۔ ان کو سر یا پیٹ درد کے دورے پڑنے لگتے ہیں اور اس سے ملتی جلتی بیماریاں گھیر لیتی ہیں جو دراصل ان کی اعصابی تکلیف کا مظہر ہیں۔ ہر وہ بیماری جو غصہ، تکلیف اور شرمندگی برداشت کرنے کے نتیجہ میں ہو اس میں سٹیفی سیگریا کو اول مرتبہ حاصل ہے سب سے پہلے اس کی طرف دھیان جانا چاہئے۔ اگر غم سے تکلیف ہو تو اس میں اگنیشیا اور ایمبرا گریسا مفید ہے۔ دماغ پر گہرا اثر پڑ جائے تو نیٹرم میور دوا ہے یہ سب غم سے تعلق رکھنے والے مریضوں کا حال ہے لیکن وہ مریض جن کا تعلق غصہ، بےعزتی، شرمندگی یا اچانک پریشانی سے ہو اور طبیعت میں نفاست ہونے کی وجہ سے دل کا بوجھ ہلکا نہ کر سکیں وہ مظلوم عورتیں جن کے خاوند سخت گیر اور بدتمیز ہوں ان میں بھی سٹیفی سیگریا کی علامات رکھنے والی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حساسیت ان کے مزاج کا سب سے نمایاں حصہ ہے چونکہ غصہ دبانے کی وجہ سے اعصاب زودحِس ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی چھوٹے اور معمولی سے زخم کو کوئی چھولے تو شدید تشنجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بواسیر کے موہکوں میں بھی سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے اور مریضہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں شدید تکلیف کا اظہار کرتی ہے۔ اس کے اعصاب میں اتنا تناؤ ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی سی تکلیف کو بھی بہت شدت سے محسوس کرتی ہے۔ ملنے جلنے والے لوگ اس کے بارے میں کہنے لگتے ہیں کہ بہانہ کرتی ہے۔ یہ باتیں سن کر اس کی تکلیف اور بھی بڑھ جاتی ہے اور بعض دفعہ بےہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ ایسی مریضاؤں کو سٹیفی سیگریا دینا ضروری ہے۔ اس کے نتیجہ میں جو بیماریاں سامنے آتی ہیں وہ خاموشی کے دورے، بےخوابی، جسم میں تھکاوٹ، ذہنی کوفت، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں کمی، بات بھول جانا، مثانے میں بےچینی کی وجہ سے کثرت پیشاب وغیرہ وغیرہ ہیں۔ قوت سامعہ اور قوت شامہ متاثر ہوتی ہے اور انگلیوں کے پورے بھی زودحِس ہو جاتے ہیں معمولی سی آواز بھی برداشت نہیں ہوتی۔ جلد پر بھی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں، سر پر ایگزیما ہو جاتا ہے جس میں کوئی رطوبت نہیں ہوتی لیکن شدید درد اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ جہاں بھی مرض سے بڑھ کر اس کا احساس موجود ہو وہاں یہ دوا کام آتی ہے۔ بعض دفعہ اعصاب پر ابھار اور گومڑ بن جاتے ہیں۔ اگر گٹھلیوں میں درد نہ ہو تو ان کا سٹیفی سیگریا سے کوئی تعلق نہیں۔ فلکیریا فلور یا روٹا سے علاج کرنا چاہئے۔ اگر یہ گٹھلیاں بڑھ کر سخت ہو جائیں تو چھوٹی پوٹینسی سے فرق نہیں پڑتا ان کی طاقت بڑھادی جائے تو پھر اثر ہوتا ہے۔ ہومیوپیتھک معالج کو چاہئے کہ دواؤں کی طاقتوں کو آگے پیچھے کرکے دیکھے کہ ہوسکتا ہے کسی خاص طاقت میں دوا کا تعلق بیماری سے ہو۔ سٹیفی سیگریا میں اعصاب کے غدود غیرمعمولی طور پر زودحِس ہوتے ہیں ذرا بھی ہاتھ لگ جائے تو اچانک درد شروع ہو جائے گا یعنی غدود اپنی ذات میں تکلیف دہ نہیں ہے۔ اعصاب کے غیرمعمولی حساس ہونے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

مردوں میں یہ دوا پروسٹیٹ کی تکلیفوں میں مفید ہے۔ پراسٹیٹ گلینڈز بڑھ جائیں تو پیشاب کی تکلیف شروع ہو جاتی ہے بہت سے مریض عموی دواؤں سے ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن بعض ایسے مریض ہیں جن میں عام دوائیں کام نہیں کرتیں پھر مختلف وجوہات ڈھونڈنا پڑتی ہیں۔ اگر کسی کا مزاج سٹیفی سیگریا سے ملتا ہو اور پراسٹیٹ کا مریض ہو تو یہ دوا مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ پراسٹیٹ کی تکلیف کا فوری علاج ضروری ہے ورنہ یہ تکلیف بڑھ کر انفکشن میں تبدیل ہو کر گردوں تک پھیل جاتی ہے اور بسااوقات کینسر بھی ہو جاتا ہے۔ پراسٹیٹ کا کینسر بہت خطرناک ہے اور اکثر بہت مہلک ثابت ہوتا ہے۔ اس کینسر میں سلیشیا سی۔ایم حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے لیکن اگر بہت سے دوسرے علاج ہوچکے ہوں تو پھر یہ اتنی موثر ثابت نہیں ہوتی۔ میرے علم میں بہت سے ایسے مریض ہیں جنہیں سلیشیا سے فائدہ پہنچا ہے بلکہ کئی دفعہ بیماری کو جڑ سے اکھیڑ دیا ہے مگر کسی دوا کے بارے میں سو فیصد یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ ضرور کام کرے گی بعض ممالک کے موسم بھی دوا پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کئی اور عوامل بھی ہیں مثلاً ستاروں کے اثرات ہیں۔ فضا کی کثافت کے بھی اثرات ہوتے ہیں۔ ہومیوپیتھک جیسی لطیف چیز اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے تو کائنات میں موجود ہر چیز کا کوئی نہ کوئی اثر ضرور پڑتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض خاص ایام میں دوا اثر کرے اور بعض میں نہیں اس لئے ان سب باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

سٹیفی سیگریا کو دوسری دواؤں کے ساتھ ایک ترتیب کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے یعنی پہلے کاسٹکیم، پھر کولوسنتھ اور پھر سٹیفی سیگریا۔ کاسٹکیم بہت سی باتوں میں کولوسنتھ سے ملتا ہے۔ پیٹ درد میں کولوسنتھ چوٹی کی دوا ہے۔ مریض درد سے دہرا ہوتا ہے۔ بہت تیز بجلی کے کوندوں کی طرح درد کی لہریں اٹھتی ہیں اور پھر ایک دم تشنج سے جسم سکڑتا ہے۔ کاسٹکیم میں بھی پیٹ کی تکلیفوں میں یہ علامتیں ملتی ہیں اور اعصاب پر بھی کاسٹکیم کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ کاسٹکیم دینے کے بعد پیٹ درد ٹھیک نہ ہو تو کولوسنتھ دیں۔ کولوسنتھ سے پورا فائدہ نہ ہو تو پھر سٹیفی سیگریا۔ سٹیفی سیگریا کی علامتوں سے پتہ چلتا ہے کہ مریض کو کسی روحانی صدمے، کسی غصے کے دبانے یا ماحول کی بےچینی سے تکلیف کا آغاز ہوا تھا اگر واقعی یہ کیفیت ہو تو ایسی صورت میں سٹیفی سیگریا مفید رہتی ہے۔ بعض دفعہ غم کے دبانے سے بھی وہی علامتیں پیدا ہوتی ہیں جو غصے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں، پیٹ اور انتڑیوں کے تعلق میں یہ دوا کام کرتی ہے، اعصاب کی بہت سی تکلیفیں اور دردیں دور ہو جاتی ہیں۔

سٹیفی سیگریا کا سر درد عموماً پچھلے حصہ سے شروع ہوتا ہے اور سارے سر پر پھیل جاتا ہے۔ تھوجا کی طرح اس میں موہکے بھی ہوتے ہیں، اگر یہ بہت خشک اور حساس ہوں تو سٹیفی سیگریا کی علامت ہے، تھوجا کے موہکے بہت نرم اور بھیگے بھیگے سے ہوتے ہیں۔ سر کان اور چہرے پر ایگزیما ہوتا ہے جس پر خشک چھلکے اور کھرنڈ بنتے ہیں اور شدید خارش ہوتی ہے۔

بعض اوقات مریض کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور بیرونی طور پر جسم ہلتا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن سٹیفی سیگریا میں مریض اندرونی طور پر کپکپاہٹ محسوس کرتا ہے اور جسم لرزتا ہے۔ اندرونی لرزش کے لئے جلسیمئم بھی مفید ہے۔ بیرونی لرزش کے لئے ایگریکس چوٹی کی دوا ہے۔ سٹیفی سیگریا کا مضمون بالکل الگ ہے۔ اس میں غصہ کی وجہ سے اعصاب اور غدوودں پر اثر پڑتا ہے۔ جلسیمئم کے مریض میں غصہ کو دبانے یا اندرونی تناؤ کی کوئی علامت نہیں ہوتی وہ ایک خشک مریض ہے جس میں پیاس ندارد ہوتی ہے۔ گہری اعصابی تکلیفیں ہیں جن کی تخلیقی وجوہات بھی ہوسکتی ہیں مگر غصہ دبانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ روزمرہ مصروفیات کے اوقات بدل جائیں تو جلسیمئم کی تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں اور اس کا جگر سے بھی گہرا تعلق ہے، بہت کھلا بےرنگ پیشاب آتا ہے۔ زبان کے نیچے اور آنکھوں میں ہلکی سی زردی آ جاتی ہے لیکن پیشاب میں یہ علامت نہیں ہوتی یعنی فاسد مادے باہر نہیں نکلتے۔ اگر جلسیمئم دے دیں تو پیشاب کا رنگ بدل جائے گا اور مقدار میں کم ہو جائے گا، جسم سے زہریلے مادے نکلنے لگے گا۔

سٹیفی سیگریا میں حیض کے ایام میں دانتوں میں درد ہوتا ہے۔ دانت سیاہ ہو کر بھرنے لگتے ہیں۔ سٹیفی سیگریا عورتوں اور مردوں کی جنسی بیماریوں میں بھی بہت مفید ہے۔ پنڈلیوں اور کمر میں درد جو صبح بستر سے اٹھنے سے پہلے بڑھ جاتا ہے، رات کے وقت آرام کرنے سے تکلیف میں کمی آتی ہے۔

سٹرونشیم کاربونیکم

STRONTIUM CARBONICUM

سٹرونشیم کارب عمل جراحی کے بعد پیدا ہونے والی علامات میں بہت مفید ہے۔ سرجن کو چاہئے کہ اپریشن کے دوران اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھیں کیونکہ اپریشن کے صدمہ سے جو لوگ قوت دفاع کھو بیٹھتے ہیں اور ایک دم موت کے قریب پہنچ جاتے ہیں ان کے لئے سٹرونشیم کارب بہت اچھی دوا ہے۔ حادثات میں شدید زخمی ہونے سے بھی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں کاسٹکیم بھی اچھی دوا ہے لیکن کاسٹکیم میں حادثے کا صدمہ عضلاتی ہوتا ہے مثلاً گردے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں عموماً بچے کی پیدائش کے بعد عورتوں کو ایسی تکلیف ہوتی ہے، پیشاب بالکل بند ہو جاتا ہے اور بخار ہونے لگتا ہے۔ کافی خطرناک حالت ہو جاتی ہے سارا جسم متاثر نہیں ہوتا صرف گردوں پر اثر پڑتا ہے۔ ایسے عضلاتی اثرات میں کاسٹکیم سب سے اچھی دوا ہے اس لئے سب سے پہلے کاسٹکیم کا خیال آنا چاہئے۔ احتیاطاً چوٹیں لگنے اور صدمہ پہنچنے پر آرنیکا ایک ہزار کی طاقت میں دے دی جائے تو اچھی چیز ہے لیکن اگر حادثات میں مریض ایک دم بےجان ہو جائے تو ایسی صورت میں کاربوویج بہت اہم ہے۔ سٹرونشیم کارب اور کاربوویج دونوں اس پہلو سے ایک دوسرے کی رقیب دوائیں ہیں بعض ڈاکٹر یہ فرق کرتے ہیں کہ اپریشن کے بعد صدمہ پہنچے تو سٹرونشیم کارب دیتے ہیں اور عام بیماریوں یا حادثات کے نتیجہ میں قریب المرگ ہوں تو کاربوویج۔ لیکن یہ کوئی فیصلہ کن امر نہیں ہے۔ اپریشن وغیرہ کے معاملات میں سٹرونشیم کارب کو اہمیت دینی چاہئے عموماً اس سے جسم میں جان پیدا ہوتی ہے جسم گرم ہو جاتا ہے اور مریض آرام سے سو جاتا ہے اگر فائدہ نہ ہو تو کاربوویج۔ یہ مریض کی وہ آخری حالت جس میں جسم کا دفاعی نظام ختم ہو جاتا ہے اور ردعمل باقی نہیں رہتا۔ مریض موت کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ کاربوویج وہاں سے مریض کو واپس زندگی کی طرف لوٹا دیتی ہے جسم کا دفاعی نظام بیدار ہو جاتا ہے اور دوسری دواؤں کے اثر کو قبول کرنے لگتا ہے۔ کاسٹکیم صدمہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عضلاتی فالجوں میں بہت مفید ہے۔

حادثہ یا صدمہ کی صورت میں آرنیکا ۱۰۰۰ سب سے پہلے ضرور دینی چاہئے۔ سر کی گدی پر چوٹ لگی ہو یا ریڑھ کی ہڈی کو صدمہ پہنچا ہو تو آرنیکا ایک ہزار کے ساتھ نیٹرم سلف ضروری دوا ہے اور خطرناک صورتحال کے پیش نظر بار بار بھی دی جاسکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی انہوں نے مستقل ڈیڑھ دو سال تک میرا یہ نسخہ استعمال کیا اللہ کے فضل سے ٹھیک ہوگئے اور خود چل کر مجھ سے ملنے آئے۔

اسی طرح ایک اور بچہ کا حادثے میں جسم شدید زخمی ہوگیا تھا اسے بھی آرنیکا اور نیٹرم سلف استعمال کروایا۔ اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو رہا ہے۔ ہومیوپیتھی دواؤں کو موقع محل کے مطابق استعمال کیا جائے تو اعجازی نشان دکھاتی ہیں۔ یہ صرف ان دواؤں کا اعجاز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے جسموں میں یہ صلاحیت رکھی ہوتی ہے کہ ان دواؤں کے پیغامات کو سمجھ کر صحیح فائدہ اٹھایا جاسکے۔ ہر انسانی جسم میں بیماریوں کے خلاف ضروریات کے سب سامان میسر ہیں ان کو استعمال میں کیسے لانا ہے یہ اصل چیلنج ہے جو ہومیوپیتھک ادویات کے ذریعہ بآسانی طے ہو جاتا ہے۔ ہڈیوں اور اعصاب پر حادثے کے بداثرات کو دور کرنے کے لئے میں بائیپریکم، روٹا، سیمفائیٹم اور آرنیکا دیتا ہوں اسی طرح بعض صورتوں میں فلکیریا فاس بھی مفید ہوتی ہے۔

عورتوں کے سن یاس کے زمانے میں پیدا ہونے والی علامتوں میں مثلاً چہرے پر گرمی کی لہریں خون کا دباؤ اور دل دھڑکنے کی کیفیت میں سٹرونشیم کارب مفید دوا ہے۔ پلسٹیلا، فلکیریا کارب اور بعض دوسری دواؤں میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ ان سب دواؤں پر نظر رکھ کر عورتوں کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر دوا تلاش کرنی چاہئے۔ لیکن ان دواؤں کو بلاوجہ ملاکر نہیں دینا چاہئے۔ میں بعض دواؤں کو ملاکر فارمولے بناتا ہوں مگر ان کے پس منظر میں گہری فلاسفی ہوتی ہے۔ جہاں دواؤں کے مزاج ملتے ہوں اور انہیں اکٹھا کردیا جائے تو وہ ایک دوسرے کو طاقت دیتی ہیں، باہم ٹکراتی نہیں ہیں۔ انہیں ملاکر اکٹھی دیدیں تو زیادہ طاقتور نسخہ بن جاتا ہے۔ الگ الگ دینے سے ایک دوسرے کے اثر کو زائل کرتی ہیں۔ ویسے ہی آنکھیں بند کرکے اور تک بازی سے کام لے کر دواؤں کو نہیں ملانا چاہئے ورنہ مضر اثرات بھی ظاہر ہوسکتے ہیں مثلاً میں پیٹ درد کے لئے عموماً دو قسم کے فارمولے بناتا ہوں ایک وہ جس میں مریض کو گرمی سے فائدہ پہنچانے سے فائدہ ہوتا ہے اور ایک وہ فارمولا ہے جس میں گرمی پہنچانے سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

سٹرونشیم کارب آنکھوں کے لئے بھی اچھی دوا ہے۔ آنکھوں میں اگر درد اور سرخی پائی جائے اور پانی بہتا ہو اور آنکھ کھولنے اور پڑھنے سے تکلیف میں اضافہ ہو جائے، آنکھوں میں اگر جلن بھی ہو تو پھر سٹرونشیم کارب بہت مفید دوا ہے۔ بعض اوقات آنکھوں کے سامنے چیزیں ناچتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ان کے رنگ بھی بدلتے رہتے ہیں۔

سٹرونشیم کارب کی ایک اور واضح علامت یہ ہے کہ اس کے مریض کو گوشت سے نفرت ہو جاتی ہے اور ڈبل روٹی کھانے کا رجحان بہت بڑھ جاتا ہے۔

اگر پاؤں کے ٹخنے میں موچ آ جائے تو آرنیکا اونچی طاقت میں بہت اچھا کام کرتی ہے لیکن یہ شروع شروع میں فوری تکلیف کے وقت مفید ثابت ہوتی ہے، جسم کو مزید نقصان سے بچالیتی ہے۔ اگر تکلیف لمبی ہو جائے تو آرنیکا فائدہ نہیں دے گی بلکہ پرانے باقی رہ جانے والے مرض میں سٹرونشیم کارب اچھا کام کرتی ہے۔ ٹخنہ میں تکلیف پرانی ہونے کی وجہ سے اعصاب میں تشنجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اگر یہ کیفیت مزمن ہو تو سٹرونشیم کارب بہت اچھی دوا ہے۔ وقتی طور پر تکلیف کو دور کرنے کے لئے آرنیکا اچھی ہے اس کے بعد بیلاڈونا ۲۰۰ طاقت میں دیں فائدہ نہ ہو تو جلسیمئم دیں۔ سٹرونشیم کارب ۲۰۰ کی طاقت میں گردن کے پٹھوں کے درد میں بھی مفید ہے۔ اسے عموماً ۳۰ طاقت میں استعمال کرنا چاہئے۔ اونچی طاقت نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اگر اونچی طاقت میں دینا ہو تو صرف اکیلی ایک خوراک ہی دیں اسے دوسری ادویہ کے ساتھ ملانا نہیں چاہئے۔ بعض دفعہ ٹخنے کے جوڑ میں موچ آ جاتی ہے، سوجن ہوتی ہے اور رگیں بھی پھول جاتی ہیں اس میں بھی سٹرونشیم کارب مفید ہے۔ یہ دائیں کندھے میں درد کے لئے بھی مفید دوا بتائی گئی ہے۔ اگر وجع المفاصل کے

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان